(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت

کی

ایک عظیم الشان دلیل

شہادت

حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

از

افاضات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

شہادتِ حضرتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۔۔۔۔۔یہ زمانہ ایک مصلح کو چاہتا ہے اور چونکہ اور کوئی مدعی (دین حق) کی شوکت کے اظہار کا نہیں ہے اس لئے حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کے دعوے پر غور کرنے پر ہم مجبور ہیں، لیکن چونکہ حضرت اقدسؑ کا دعویٰ صرف ایک مصلح ہونے کا نہیں ہے بلکہ آپکا دعویٰ موعود مصلح ہونے کا ہے یعنی آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اس لئے اس دعویٰ کی تائید مزید کے لئے میں ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں اور یہ شہادت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور بنی نوع انسان میں سے آپؐ کی شہادت سے زیادہ اور کس کی شہادت قابل قبول ہوسکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ اسلامی زمانے سے شروع نہیں ہوا بلکہ یہ عقیدہ امت موسویہ میں سینکڑوں سال بعثت محمدیہ سے پہلے کا رائج ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسلام نے اس عقیدے کے بعض ایسے امور کو منضم کر دیا ہے جن کی وجہ سے یہ عقیدہ اسلام کے اہم عقائد میں شامل ہوگیا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں:۔

ا۔مسیح موعود کے زمانے میں ایک مہدی کے آنے کی خبر دی گئی ہے جسے گو دوسری احادیث میں لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی[1] کہہ کر مسیح موعود کا ہی وجود قرار دے

---

[1]:۔ابن ماجه كتاب الفتن باب شدة الزمان مطبوعہ بیروت ۱۹۸۸ء

دیا گیا ہے، مگر اس پیشگوئی کی وجہ سے مسلمانوں کو مسیح کے وجود سے ایسی قومی وابستگی ہوگئی ہے جیسے کہ ایک اپنے ہم ملّت بزرگ سے ہونی چاہئیے۔

۲۔ مسیح کی آمد کو اسلام کی ترقی کا ایک نیا دور قرار دیا گیا ہے اور اسی کی آمد کے وقت تک دیگر ادیان پر غلبۂ اسلام کو ملتوی کیا گیا ہے۔

۳۔ مسیحؑ اور مہدیؑ کو ایک قرار دے کر مسیحؑ کی آمد کو آنحضرت ﷺ کی آمد قرار دیا گیا ہے اور اس کے دیکھنے والوں کو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ اور اس طرح عاشقان رسالت مآب کے دل میں مسیحؑ کا ولولہ انگیز شوق پیدا کر دیا گیا۔

۴۔ ایک خطرناک اور پرآشوب زمانہ جس کی خبر نہایت منذر الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے دی تھی اور جو اپنے ہیبت ناک اثرات سے اسلام کی جڑوں کو ہلا دینے والا ثابت ہونے والا تھا۔اس کی آفات کا ازالہ اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اسلام کے محفوظ کر دینے کا کام مسیح موعودؑ کے سپرد بتایا گیا تھا۔پس مسیح موعود کا انتظار مسلمانوں کو اسی طرح ہو رہا تھا جیسا کہ ایک رحمت کے فرشتے کا ہونا چاہئیے۔

رسول کریم ﷺ کے یہ الفاظ کہ **كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِيْ اَوَّلِهَا وَالْمَسِيْحُ فِيْ اٰخِرِهَا**۔ [1] وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح ہوگا۔بہی خواہان اسلام کو مسیح علیہ السلام کی آمد کے لئے بے تاب کر رہے تھے کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ اس کی آمد کے بعد اسلام چاروں طرف

---

[1]: ۔کنز العمّال (مؤلفہ علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہان النوری المتوفّٰی ۹۷۵ھ) جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۶ روایت ۳۸۶۸۲ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء میں ''المسیح'' کی بجائے ''عیسیٰ بن مریم'' کے الفاظ ہیں۔

سے مضبوط دیواروں میں گھر کر شیطان کے حملوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔

ان چاروں باتوں نے مل کر مسیح کی آمد کے مسئلے کو مسلمانوں کے لئے ایک اصولی سوال بنا دیا تھا اور ممکن نہ تھا کہ ایسا زمانہ جو ایک طرف تو عاشقانِ رسالت مآب کو اپنے محبوب کے روبرو کرنے والا تھا، خواہ ظلیّت اور مماثلت کے پردے ہی میں سہی اور دوسری طرف اسلام کو حشر انگیز صدمات سے نکال کر حفاظت اور امن کے مقام پر کھڑا کرنے والا تھا، بلا کافی پتے اور نشان دہی کے چھوڑ دیا جاتا۔

یہ تو نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے کہ ماموروں اور مرسلوں کے زمانے اور ان کی ذات کی طرف ایسے الفاظ میں رہنمائی کی جائے کہ گویا متلاشی کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دے دیا جائے کیونکہ اگر اس طرح کیا جاتا تو ایمان بے فائدہ ہو جاتا اور کافر اور مومن کی تمیز مٹ جاتی۔ ہمیشہ ایسے ہی الفاظ میں ماموروں کی خبر دی جاتی ہے جن سے ایمان اور شوق رکھنے والے ہدایت پا لیتے ہیں اور شریر اپنی ضد اور ہٹ کے لئے کوئی آڑ اور بہانہ تلاش کر لیتے ہیں، چڑھے ہوئے سورج کا کون انکار کر سکتا ہے؟ مگر اس پر ایمان لانے کا ثواب اور اجر بھی کون دیتا ہے؟ پس ایک حد تک رہنمائی اور ایک حد تک اخفاء ضرور کیا جاتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔

مسیح موعودؑ کے زمانے کی خبروں میں بھی اسی اصل کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کے زمانے کی خبریں ایسے الفاظ میں دی گئی ہیں جس قسم کے الفاظ میں تمام گذشتہ انبیاء کے متعلق خبریں دی جاتی رہی ہیں، مگر پھر بھی ایک سچے متلاشی اور صاحب بصیرت کے لئے وہ ایک روشن نشان سے کم نہیں۔ وہ جس نے کسی ایک نبی کو بدلائل مانا ہو اور صرف نسلی ایمان پر کفایت کئے نہ بیٹھا ہو، اس کے لئے ان نشانات سے فائدہ اٹھانا

کچھ بھی مشکل نہیں ،مگر وہ لوگ جو بظاہر سینکڑوں رسولوں پر ایمان لاتے ہیں لیکن درحقیقت ایک رسول کو بھی انہوں نے اپنی تحقیق سے نہیں مانا،ان کے لئے کسی راستباز کا ماننا خواہ وہ کتنے ہی نشان اپنے ساتھ کیوں نہ رکھتا ہو،نہایت مشکل ہے،ان لوگوں کا اپنا ایمان درحقیقت کوئی وجود نہیں رکھتا۔ان کا ایمان وہی ہوتا ہے جو ان کے علماء یا مولوی کہہ دیں یا جو باپ دادا کی روایات ان کے کانوں تک پہنچی ہوں ۔پس چونکہ انہوں نے کسی ایک رسول کو بھی اس کی اپنی شکل میں نہیں دیکھا ہوتا۔رسول کا پہچاننا ان کے لئے ناممکن ہے اوراسی وقت یہ کسی رسول کو دیکھ سکتے ہیں جبکہ پہلے اپنی نظر کی اصلاح آسمانی ہدایت کے سرمہ سے کرلیں اور انسانی اقوال اور رسوم کی تقلید کے خمار کو اپنے سر سے دور کردیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں ان نشانات کو بیان کرتا ہوں جو مسیح موعود کے زمانے کے متعلق رسول کریم ﷺ نے بتائے ہیں۔ میرے نزدیک اگر کوئی ان نشانات پر بے تعصبی سے غور کرے گا تو اس کے لئے مسیح موعودؑ کے زمانے کی تعیین کر لینا ذرا بھی مشکل نہ رہے گا مگر پیشتر اس کے کہ ان نشانات پر غور کیا جائے اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ امت اسلامیہ کے اندر تفرقہ رونما ہونے کے زمانے میں بہت سے لوگوں نے اپنے مقاصد کے حصول کی غرض سے جھوٹی احادیث بھی بہت سی بنا کر شائع کردی ہیں جن سے ان کی غرض یہ ہے کہ کسی طرح ہمارا فرقہ سچا ثابت ہوجائے مثلاً بہت سی احادیث ایسی ملیں گی جن میں مہدی کے زمانے کی خبر دی گئی ہے مگر ان کے الفاظ اس قسم کے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ ماضی کے کسی اختلاف کا فیصلہ اپنے حق میں کرانا ان سے مقصود ہے،ایسی روایات میں سے گو بعض سچی بھی ہوں مگر پھر بھی ان کے متعلق محقق کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے اور کم سے کم

ان احادیث کی تائید یا تردید پر اس کے دعوے کی بنیاد نہیں ہونی چاہئیے ۔مثلاً بہت سی احادیث بنوعباس کے زمانے کی اس قسم کی ملتی ہیں جن میں بظاہر تو مہدی کے زمانے کی علامات بتائی گئی ہیں ،مگر درحقیقت بتایا یہ گیا ہے کہ عباسیوں کی تائید میں خراسان میں جو بغاوتیں ہوئیں تھیں، وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھیں اور اس کی مرضی کے مطابق تھیں ۔ان احادیث کا بطلان واقعات نے آپ ہی ثابت کر دیا ہے ۔اس زمانے پر ایک ہزار سال سے زائد گزر گئے ،مگر ان علامات کے بموجب کوئی مہدی ظاہر نہ ہوا،اسی طرح اور بہت سی روایات ہیں جن میں علامات مہدی کو پچھلے واقعات کے ساتھ اس طرح خلط کر کے بیان کیا گیا ہے کہ جب تک ان واقعات کو جو بطور علامات مہدی بیان کئے گئے ہیں ،لیکن ہیں زمانۂ گذشتہ کے الگ نہ کر دیا جائے حقیقت حال سے آگاہی نہیں ہوسکتی ،ان لوگوں نے جو تاریخ اسلام سے ناواقف تھے،ان احادیث سے بہت دھوکا کھایا ہےاور آئندہ زمانے میں بعض ایسے امور کے وقوع کے منتظر رہے ہیں جو ان احادیث کے بنائے جانے سے بھی پہلے واقع ہو چکے ہیں اور ان کو علامات مہدی میں شامل کرنے کی وجہ صرف اپنے اپنے فرقے کی سچائی ثابت کرنا تھی ۔پس علامات مہدی پر غور کرتے ہوئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان علامات کو الگ کرلیں جو کسی واقعہ کی طرف اشارہ نہیں کرتیں ،تاکہ اس گڑھے میں گرنے سے بچ جائیں جو بعض خودغرض لوگوں نے اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کھودا تھا۔

رسول کریم ﷺ پر خدا تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں اور درود ہوں ،آپؐ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کی علامات بیان کرتے وقت ایک ایسے طریق کو مدنظر رکھا ہے جس کو یاد رکھتے ہوئے انسان بڑی آسانی سے دھوکا دینے والے کے دھوکے سے

بچ جاتا ہے اور وہ یہ کہ آپؐ نے مسیح ومہدی کے زمانے کے متعلق جو علامات بتائی ہیں ان کو زنجیر کے طور پر بیان کیا ہے جس کی وجہ سے ملاوٹ کرنے والے کی ملاوٹ کا پورا پتہ لگ جاتا ہے اگر آپؐ اس قسم کی مثلاً علامت بتاتے کہ اس کا یہ نام ہوگا اور فلاں نام اس کے باپ کا ہوگا تو بہت سے لوگ اس نام کے دعوے کرنے کے لئے تیار ہوجاتے۔ پس آپؐ نے اس قسم کی علامتیں بیان کرنے کے بجائے جن کا پورا کرنا انسانوں کے اختیار میں ہے، اس قسم کی علامتیں بیان فرمائی ہیں جن کا پورا کرنا نہ صرف یہ کہ انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ وہ سینکڑوں سال کے تغیرات کے بغیر ہو ہی نہیں سکتیں۔ پس کوئی انسان بلکہ انسانوں کی ایک جماعت نسلاً بعد نسلٍ کوشش کر کے بھی ان حالات کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوسکتی دوسری بات علاماتِ مہدی کے بیان کرنے میں یہ مدنظر رکھی گئی ہے کہ بعض علامتیں ان میں ایسی بیان کر دی گئی ہیں جن کی نسبت یہ بیان فرما دیا گیا ہے کہ یہ علامات سوائے مہدی کے زمانے کے اور کسی وقت اس کی آمد سے پہلے ظاہر نہ ہوں گی۔ پس ان اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جب وہ زمانہ ہمیں معلوم ہوجائے جس کے ساتھ مسیح موعود اور مہدی معہود کا کام متعلق ہے اور جب وہ علامات پوری ہوجائیں جن کی نسبت بتایا گیا ہے کہ سوائے مہدی کے زمانے کے کسی وقت ان کا ظہور نہیں ہوسکتا اور جب زمین وآسمان کے بہت سے تغیرات جن کا پیدا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں اور وہ بطور علامات مہدی کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہوجائیں تو اس وقت کو مہدی ومسیح کا زمانہ سمجھ لینے میں ہمارے لئے کوئی بھی مشکل نہیں۔ اس وقت اگر بعض علامات ایسی معلوم ہوں جو اس وقت تک پوری نہیں ہوئیں تو ہمیں دو باتوں میں سے ایک کو تسلیم کرنا ہوگا، یا یہ کہ وہ علامات جو پوری نہیں ہوئیں، علامات مہدی تھیں ہی نہیں بلکہ بعض بے رحم لوگوں کی دست اندازی کے سبب

سے ان کو علامات مہدی میں شامل کر دیا گیا تھا یا یہ کہ ان کے معنی سمجھنے میں ہم سے غلطی ہوگئی ہے درحقیقت وہ تعبیر طلب تھیں۔

اس کے بعد میں یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ نے جو علامات مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانے کے متعلق بیان فرمائی ہیں ان پر ایک ادنیٰ تدبّر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ فرداً فرداً مسیح ومہدی کے زمانے کی علامتیں نہیں ہیں بلکہ تمام مل کر ایک کامل اور ذوالوجوہ علامت بنتی ہیں۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ مہدی کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کے زمانے میں امانت اٹھ جائے گی۔[1] یا یہ کہ اس وقت جہالت ترقی کر جائے گی۔[2] اب اگر ان علامات کو مستقل علامتیں قرار دیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ جب امانت دنیا سے اٹھ جائے گی، اس وقت مہدی کو ضرور ظاہر ہو جانا چاہئیے حالانکہ اس تیرہ سو سال کے عرصے میں مسلمانوں پر کئی اتار چڑھاؤ کے زمانے آئے ہیں۔ کبھی ان میں سے علم اٹھ گیا، کبھی امانت، لیکن مہدی ظاہر نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ علامتیں مستقل علامتیں نہیں ہیں، بلکہ وہ سب علامتیں مل کر جنہیں رسول کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بیان فرمایا ہے نہ کہ بعض لوگوں نے اپنے دل سے بنا کر انہیں رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ مہدی موعود کے زمانے کی علامتیں ہیں ایک ایک علامت اور زمانوں میں بھی پائی جاسکتی ہے۔ مگر متعدد علامتیں مل کر مہدی کے زمانے کے سوا اور کسی زمانے میں نہیں پائی جاسکتیں۔

کسی زمانے کے پہچاننے کا بھی وہی طریق ہے جو کسی ایک آدمی کے

---

[1]۔ کنز العمّال جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۵ روایت ۳۸۴۹۵ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء

[2]۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب اشراط الساعة۔

پہچاننے کا طریق ہے جب ہمیں کسی ایسے شخص کا پتہ کسی کو دینا ہو جس کو اس نے پہلے نہیں دیکھا اور جس کا وہ واقف نہیں تو اس کا یہی طریق ہے کہ ہم اس کی شکل اور اس کے قد اور اس کے رنگ اور اس کی عادات اور اس کے کمالات اور اس کے متعلقین کے نشانات اور اس کے گھر کا نقشہ وغیرہ بتا دیتے ہیں مثلاً یہ بتا دیں کہ اس کا قد لمبا ہے اور رنگ سفید ہے اور جسم نہ دبلا ہے نہ موٹا اور ماتھا چکلا ہے اور ناک بالا ہے اور آنکھیں موٹی موٹی اور ہونٹ موٹے ہیں اور ٹھوڑی بڑی ہے اور وہ عربی کا مثلاً عالم ہے اور مسلمانوں میں سے ہے اور اس کی قوم کے لوگ مثلاً اس کے دشمن ہیں اور اس کے اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ اس کا گھر اس شکل کا ہے اور اس کے اردگرد کے گھر اس اس شکل کے ہیں، اگر اس قدر علامات بتا کر ہم کسی شخص کو کسی گاؤں میں بھیجیں تو اس شخص کا پہچان لینا اور باوجود لوگوں کے دھوکا دینے کے اس کا دھوکا نہ کھانا بالکل سہل امر ہے اگر کوئی خاص زمانہ بتانا ہو تو اس کے پہنچوانے کا یہی طریق ہے کہ اس زمانے میں مثلاً آسمانی کرّوں کی کیفیت اور ان کا مقام بتا دیا جائے، زمین کے اندر تغیرات جو اس وقت ہونے والے ہوں وہ بتا دیئے جاویں، اس وقت کے جو سیاسی حالات ہوں وہ بتا دیئے جاویں، اس وقت کی تمدّنی حالت بتا دی جاوے، اس وقت کی مذہبی حالت بتا دی جائے، اس وقت کی علمی حالت بتا دی جائے، اس وقت کی عملی حالت بتا دی جائے، اخلاقی حالت بتا دی جائے، اس وقت کے تعلقات مابین الاقوام بتا دیئے جاویں، اس وقت کے ترفُّہ یا اس وقت کی غربت کی حالت بتا دی جائے اور اس زمانے کے میل ملاپ کے طریق اور سفر کے ذرائع پر روشنی ڈال دی جائے، اگر ان حالات کو بیان کر دیا جائے اور پھر ایک شخص جس کو پہلے سے اس

زمانے کے حالات بتا دیئے گئے ہیں اس زمانے کو پالے تو یقیناً وہ اس زمانے کو دیکھتے ہی پہچان لے گا اور اس کا پہچاننا اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہ ہوگا بلکہ یہ شناخت کا طریق ایسا ہوگا کہ اس میں شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے گی۔

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کی شناخت کے لئے اس کے زمانے کا نقشہ کھینچ دیا ہے تا اسلامی فرقوں کے اختلاف کے وقت لوگ ایسی روایات نہ بنالیں جن کی وجہ سے مسیح موعودؑ اور مہدی مسعودؑ کا پہچاننا مشکل ہو جائے۔ چنانچہ گو لوگوں نے جھوٹی علامتیں تو بنائی ہیں مگر وہ اس نقشے پر چونکہ کچھ بھی تصرف نہیں رکھتے جو رسول اللہ نے بیان فرمایا تھا اس لئے ان کی کوششیں بالکل رائیگاں گئی ہیں اور اب بھی جو شخص رسول کریم ﷺ کے بتائے ہوئے نقشے پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالے تو اس کی زبان سے بے اختیار نکل جائے گا کہ یہی مسیح موعود اور مہدی مسعود کا زمانہ ہے۔

مسیح موعود کے زمانے کے مذہبی حالات

اب میں ایک ایک سلسلہ علامات کو لے کر بعض بعض علامات بیان کرتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ اس زمانے کے سوا مسیح کا نزول اور کسی زمانے میں نہیں ہوسکتا اور ان سلسلوں میں سب سے پہلے مسیح موعود کے زمانے کے مذہبی حالات کو لیتا ہوں۔

مذہبی حالت کسی زمانے کی دو طرح بیان کی جاسکتی ہے ایک تو اس وقت کے مذاہب کے ظاہری اعداد و شمار سے اور ایک اس وقت کے لوگوں پر مذہب کا جو اثر ہو اسے بیان کر کے اور رسول کریم ﷺ نے مسیح موعودؑ کے زمانے کی ان دونوں حالتوں کو بیان فرما دیا ہے۔

میں ان دونوں حالتوں میں سے پہلے مذاہب کے ظاہری نقشہ کو لیتا ہوں کیونکہ یہ زیادہ ظاہر ہے رسول کریم ﷺ اس حالت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ اس وقت مسیحیت کا بہت زور ہوگا۔ چنانچہ مسلم میں روایت ہے کہ قیامت اس وقت آئے گی جب کہ اکثر اہل ارض روم ہوں گے۔[1] اور جیسا کہ علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ روم سے مراد نصاریٰ ہیں، کیونکہ زمانۂ آنحضرت ﷺ میں رومی ہی نصرانیت کے نشان کے حامل اور اس کی ترقی کی ظاہری علامت تھے۔ یہ پیشگوئی اس امر کو مدنظر رکھ کر کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ. وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.[2] نہایت عظیم الشان نظر آتی ہے کیونکہ رومی حکومت کے اس قدر استیصال کے بعد کہ قیصر کا نام ونشان مٹ جائے۔ پھر نصاریٰ کا غلبہ ایک حیرت میں ڈال دینے والی خبر تھی۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ قیصر کی حکومت مطابق اخبار نبویہ کے مٹ گئی اور ایک عرصہ کے بعد خالی خطاب قیصر کا جو قسطنطنیہ کے بادشاہ کو حاصل تھا، فتح قسطنطنیہ پر وہ بھی مٹ گیا اور اسلام دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل گیا مگر دسویں صدی ہجری سے فیج اعوج کا زمانہ پھر شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ مسیحیت نے ان ممالک سے ترقی کرنی شروع کی، جہاں کے اس وقت جبکہ رسول کریم ﷺ نے مسیحیت کی دوبارہ ترقی کی خبر دی تھی اس کا نام تک بھی نہ پایا جاتا تھا اور ایک سو سال کے عرصے سے تو کل روئے زمین پر مسیحی حکومتیں اس طرح مستولی ہیں کہ اہل ارض الروم کی خبر کے پورا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

اس پیشگوئی کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ بعض علمائے اسلام نے اس کی نسبت

---

[1]: مسلم کتاب الفتن باب تقوم الساعة والروم اکثر الناس۔

[2]: ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء اذا ذهب کسریٰ فلا کسریٰ بعده۔

لکھا ہے کہ یہ علامت سب علامات پوری ہو جانے کے بعد پوری ہوگی، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں بحوالۂ رسالہ حشریہ لکھتے ہیں:۔

''چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصاریٰ غلبہ کنندہ بر ملک ہائے بسیار متصرف شوند''۔[1]

پس علاوہ دوسری علامات سے مل کر زمانۂ مسیح موعود کی طرف اشارہ کرنے کے یہ خبر اپنی ذات میں بھی بہت کچھ رہنمائی کا موجب ہے۔

مسیحیت کی اس ترقی کے مقابل اسلام کی حالت رسول کریم ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں کہ **بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْباً وَّسَیَعُوْدُ غَرِیْباً فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ**۔[2]

اسلام اس زمانے میں بہت ہی کمزور ہوگا۔ بلکہ دجال والی حدیث میں تو فرماتے ہیں کہ بہت سے مسلمان دجال کے پیرو ہو جائیں گے۔[3]

چنانچہ اب ایسی ہی حالت ہے مسلمان اس شان وشوکت کے بعد جس نے ان کو دنیا کا واحد مالک بنا رکھا تھا آج ایک بیکس اور یتیم بچے کی طرح ہیں کہ بلا بعض مسیحی طاقتوں کی مدد کے ان کو اپنا وجود قائم رکھنا تک مشکل ہے۔ لاکھوں مسلمان اس وقت مسیحی ہو گئے ہیں اور برابر مسیحی ہو رہے ہیں۔

اندرونی مذہبی حالت:۔ دنیا کے مذاہب کی طاقت کے علاوہ مسیح موعود کے زمانے میں جو ان کی باطنی حالت ہونے والی تھی اسے بھی رسول کریم ﷺ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے چنانچہ اس وقت کے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ آپ نے اس طرح کھینچا ہے۔

---

[1]:۔ **حجج الکرامہ فی اثار القیامۃ** صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[2]:۔ **ابن ماجہ کتاب الفتن باب بدء الاسلام غریباً**۔

[3]:۔ **ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال**۔

اس وقت لوگ قدر کے منکر ہو جائیں گے چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ قدر کا انکار کریں گے۔[1] اور اس انکارِ قدر سے مراد یقیناً مسلمانوں کا انکار ہے کیونکہ دوسری قومیں تو پہلے ہی اس مسئلے پر ایمان نہیں رکھتی تھیں۔ یہ مرض جس زور سے مسلمانوں میں رونما ہو رہا ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں، علوم جدیدہ کے دلدادہ مسلمان یورپ کے جاہل مصنفین کے اعتراف کے ڈر کر صاف صاف قدر کا انکار کر رہے ہیں اور اس مسئلہ مہمّہ کی عظمت اور اس کے فوائد اور اس کی صداقت سے بالکل ناواقف ہو رہے ہیں۔

دوسرا تغیر مسلمانوں میں آپؐ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔[2] یہ بھی حضرت علیؓ سے البزار نے نقل کیا ہے۔[3] چنانچہ اس وقت جبکہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے آفات نازل ہو رہی ہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی جس قدر صدقات و خیرات وہ دیں کم ہیں۔ اکثر مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے، جی چراتے ہیں اور جہاں اسلامی احکام کے ماتحت زکوٰۃ لی جاتی ہے وہاں تو بادلِ نخواستہ کچھ ادا بھی کر دیتے ہیں مگر جہاں یہ انتظام نہیں، وہاں سوائے شاذ و نادر کے بہت لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو اقوام زکوٰۃ دیتی بھی ہیں وہ اسے نمود کا ذریعہ بنا لیتی ہیں اور اس رنگ میں دیتی ہیں کہ دوسرا اسے زکوٰۃ نہیں خیال کرتا بلکہ قومی کاموں کے لئے چندہ سمجھتا ہے۔

ایک تغیر مسلمانوں کی حالت میں رسول کریم ﷺ یہ بیان فرماتے ہیں کہ

---

[1]: ۔مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ۹۰۔المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۷۸ء

[2]: ۔ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعۃ۔

[3]: ۔حجج الکرامہ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

وہ قوم جو ہر ایک عزیز سے عزیز شے کو خدا اور رسول کے اشارہ پر قربان کر دیتی تھی اور دنیا اس کی نظروں میں ایک جیفے سے زیادہ حقیقت نہ رکھتی تھی۔ وہ دنیا کی خاطر دین کو فروخت کرے گی۔ [1] اور یہ تغیر اس وقت ایسی کثرت سے ہو رہا ہے کہ ایک اسلام سے محبت رکھنے والے کا دل اسے دیکھ کر پگھل جاتا ہے علماء اور صوفیاء اور امراء اور عوام سب دنیا کو دین پر مقدم رکھ رہے ہیں اور ادنےٰ ادنےٰ دنیاوی فوائد کے لئے دین اور مفاد اسلام کو قربان کر رہے ہیں۔

ایک تغیر رسول کریم ﷺ سے بروایت ابن عباسؓ ابن مردویہ [2] نے یہ بیان کیا ہے کہ اس زمانے میں نماز ترک ہو جائے گی۔ [3] چنانچہ یہ تغیر بھی پیدا ہو چکا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے کل مسلمان کہلانے والے لوگوں میں سے ایک فی صدی بمشکل پانچوں نمازوں کے پابند نظر آویں گے۔ حالانکہ نماز عملی ارکان میں سے اوّل رکن ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کا تارک کافر ہے۔ اس وقت مساجد بہت ہیں، لیکن ان میں نمازی نظر نہیں آتے، بلکہ بہت سی مساجد میں جانور رہتے ہیں اور ان کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو ان کی آبادی کی فکر نہیں۔

ایک تغیر رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت لوگ نماز بہت جلد جلد پڑھا کریں گے، چنانچہ ابن مسعودؓ کی روایت سے ابو الشیخ نے اشاعۃ میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا پچاس آدمی نماز پڑھیں گے اور ان میں

---

[1]۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء ستکون فتنۃ کقطع اللیل المظلم۔

[2]۔ حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[3]۔ کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۵ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

سے کسی کی ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ [1] اس کا مطلب یہی ہے کہ جلدی جلدی نماز پڑھیں گے۔ باطن کی قبولیت تو کسی بات کی علامت نہیں قرار دی جاسکتی کیونکہ اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہوسکتا اور ظاہری علامات میں سے جن سے عدم قبولیت نماز کا حال معلوم ہوتا ہے سب سے ظاہر نماز کا جلد جلد پڑھنا ہی ہے کہ جلد جلد نماز ادا کرنے والے سے خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوئی، پھر دہرا۔[2] یہ تغیر بھی اس وقت پایا جاتا ہے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ نماز کو اس قدر جلد جلد ادا کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مرغ چونچیں مار رہا ہے اور نماز کے بعد لمبے لمبے وظیفے پڑھتے رہتے ہیں۔

ایک علامت رسول کریم ﷺ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت قرآن اٹھ جائے گا اور صرف اس کا نقش باقی رہ جائے گا۔[3] یہ علامت بھی اس وقت پوری ہو چکی ہے۔ قرآن کریم موجود ہے مگر اس پر غور اور تدبّر کوئی نہیں کرتا عجیب بات ہے کہ سوائے جماعتِ مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا بھر میں قرآن کریم کہیں نہیں پڑھا جاتا۔ بعض اچھے اچھے مولوی فقہ اور حدیث کے ماہر قرآن کریم کے ترجمہ سے تعلق نہیں رکھتے اور اس پر غور اور تدبّر کرنا حرام جانتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ چند پچھلے علماء نے جو معنے کلامِ الٰہی کے کر دیئے ہیں ان کے سوا اب کلام الٰہی میں کچھ باقی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر رسول کریم ﷺ کے بعد تفسیر قرآن کا دروازہ کھلا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اب وہ بند ہو گیا ہو اور اس کے معارف کی کھڑکی بند کر دی گئی ہو۔

ایک علامت رسول کریم ﷺ سے آخری زمانے کی نسبت بروایت ابن

---

[1]:۔ حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[2]:۔ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی وصف الصلوٰۃ۔

[3]:۔ مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۳۶۸ھ۔

عباسؓ ابن مردویہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس زمانے میں لوگ ایک طرف قرآن کریم سے بے توجہی کریں گے دوسری طرف اس کے ظاہری سنگھار اور آرائش میں ایسے مشغول ہوں گے کہ زری کے غلاف اس پر چڑھائیں گے۔[1] یہ علامت بھی پوری ہورہی ہے۔ مسلمان قرآن کریم کے پڑھنے سے تو بالکل غافل ہیں اور اس کو کھول کر دیکھنا حرام سمجھتے ہیں، لیکن زری کے غلاف چڑھا کر قرآن کریم گھروں میں انہوں نے ضرور رکھ چھوڑے ہیں اور اس کی ظاہری آرائش اس قدر کرتے ہیں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں اس قسم کی آرائش کرنے کا ثبوت نہیں ملتا، حالانکہ وہ لوگ کیا بلحاظ تقویٰ اور کیا بلحاظ وجاہت دنیاوی ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر تھے۔

ایک تغیر مسلمانوں کی اندرونی حالت میں رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت مساجد کو آراستہ کریں گے [2] اور یہ تغیر بھی اس وقت پایا جاتا ہے۔ مسلمان دوسری اقوام کی نقل میں اپنی مساجد کو اس قدر آراستہ کرتے ہیں اور بیل بوٹے بناتے ہیں اور جھاڑ فانوس سے ان کو سجاتے اور خوبصورت پردے ان کی دیواروں پر لٹکاتے ہیں کہ بہ نسبت سادہ اسلامی عبادتگاہ کے بالفاظ حدیث وہ بت خانوں کے زیادہ مشابہ ہیں۔ [3]

ایک تغیر اس زمانے کے متعلق آپ ؐ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت عرب کے لوگ دین سے بالکل دور جا پڑیں گے اور وہ دین جوان کے ایک آدمی پر نازل ہوا اور ان کے ملک میں اس نے تربیت پائی اور ان کے ملک سے پھیلا اور ان کی زبان میں جس کی الہامی کتاب اتری اور اب تک اسی زبان میں پڑھی جاتی ہے بلکہ اسی کے

---

[1]:۔ **حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ** صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[2]:۔ **کنز العمال** جلد ۱۴ روایت ۳۹۷۲۶ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

[3]:۔ **حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ** صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

سبب سے ان کی زبان زندہ ہے وہ اسے چھوڑ دیں گے اور باوجود عربی بولنے کے دین اسلام سے بے بہرہ ہوں گے اور قرآن کریم ان کو نفع نہ دے گا، بلکہ ان کے دل ویسے ہی عرفان سے خالی ہوں گے جیسے کہ ان لوگوں کے جو قرآن کریم کے سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے، چنانچہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت بیان کی ہے کہ اس وقت لوگوں کے دل، اعاجم کی طرح ہوں گے اور زبان عربوں کی طرح [1] یعنی عربی بولیں گے، لیکن دین عربی کا ان کے دل پر اثر نہ ہوگا، اس وقت یہ تغیر بھی پیدا ہے، عربوں کو دین سے اس قدر بُعد اور دوری ہے کہ ان لوگوں سے کم ان کو دین سے ناواقفیت نہیں ہے جو قرآن کریم کو نہ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ ان کو سمجھانے والا کوئی میسر ہے۔

ایک تغیر عظیم مسلمانوں کی حالت میں رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت عرب سے مذہبی آزادی اس قدر اٹھ جائے گی کہ وہاں نیک آدمی نہیں ہوسکیں گے۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے دیلمی نے روایت کی ہے کہ ان میں نیک لوگ پوشیدہ ہوکر پھریں گے۔ [2] یہ تغیر بھی اس وقت عرب میں پیدا ہے، وہاں کے لوگوں میں مذہبی رواداری بالکل باقی نہیں رہی۔ اپنے خیالات اور رسوم کے اس قدر دلدادہ ہیں کہ خدا اور رسولؐ کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی جان ان سے محفوظ نہیں ہے۔ گو یہ آفت دیگر اسلامی ممالک میں بھی نمودار ہے، مگر عرب پر بالخصوص افسوس ہے کہ وہاں فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے ہر ایک ذی مقدرت انسان کو بحکم الٰہی جانا پڑتا ہے۔ پس ان کے تغیرِ حالت سے راستی کو نقصان پہنچتا ہے اور فریضۂ حج کی ادائیگی کی صرف یہی صورت رہ جاتی ہے کہ جہاں تک ہوسکے انسان خاموشی سے اس فرض کو ادا کرکے واپس آجائے ۔ الا ماشاء الله۔ کاش! اللہ تعالیٰ عرب کے لوگوں کو

۱۔۲: ۔حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

ہدایت دے اور وہ پھر اسی طرح علم الاسلام کے حامل ہوں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔

اخلاقی حالت:۔ مذہبی تغیرات کے بعد میں وہ علامات بتاتا ہوں جو رسول کریم ﷺ نے زمانۂ مسیح موعود کی اخلاقی حالت کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ ایک علامت رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت فحش کثرت سے پھیل جائے گا بلکہ تفحش کثرت سے پھیل جائے گا۔ لوگ تفحش پر ناز کریں گے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ علاماتِ قرب قیامت میں سے ایک ظہور فحش و تفحش بھی ہے[1]۔ اور اس طرح انس بن مالک سے مسلم میں روایت ہے کہ اشراطِ ساعت میں سے ایک ظہور زنا ہے۔[2] اور ابو ہریرہؓ سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت ولد الزنا کثرت سے ہو جائیں گے [3] یہ سب قسمیں فحش کی ہم اس وقت دنیا میں موجود پاتے ہیں۔ علاوہ بڑی بدکاری کے ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین تہذیب نے ایسا رنگ اختیار کر لیا ہے کہ اسلام نے جن امور کو فحش قرار دیا ہے وہ اس کی سوسائٹی کے نزدیک تہذیب کا جزو بن گئے ہیں۔ مثلاً غیر عورتوں کی کمروں میں ہاتھ ڈال کر ناچنا، عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنی، غیر عورتوں کو ساتھ لے کر سیروں کو جانا وغیرہ وغیرہ۔ اس زمانے سے پہلے ان باتوں کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نہ عرب میں نہ کسی اور ملک میں۔ ہندوستان باوجود سب آثار شرک کے اس فحش سے پاک تھا۔ ایران باوجود عیش پسندی کی روایات کے اس فحش سے مبرا تھا۔ مسیحیت کا سہارا رومی قوم باوجود اخلاقاً مردہ ہونے کے اس قسم کی ہواء ہوس کی غلامی سے محفوظ تھی۔

۱:۔ حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ

۲:۔ مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضتہ وظہور الجہل والفتن فی اٰخر الزمان۔

۳:۔ حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ، کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۴ روایت ۳۸۴۹۵ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

اگر آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تفصیلی نقشہ پہلے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جاتا تو وہ کبھی تسلیم نہ کرتے کہ کسی قوم کی قوم میں باوجود دعوائے تہذیب یہ حرکات کی جا سکتی اور تہذیب وشائستگی کا جزو سمجھی جا سکتی ہیں۔ پہلے زمانے میں بھی ناچ اور تماشے ہوتے تھے، لیکن یہ کوئی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ شریف اور تمدن کی جڑ کہلانے والے خاندانوں کی بہو بیٹیاں اس فعل کو اپنا شغل بنائیں گی اور یہ بات موجب فخر ہوگی اور عورت کی قدر و منزلت کو بڑھا دے گی اور اس کی شرافت میں کچھ نقص پیدا نہ ہونے دے گی۔

علاوہ اس فحش کے جو عام ہے بڑا فحش یعنی زنا بھی اس وقت کثرت سے ہے کہ اب وہ اکثر بلاد میں جن میں مسیحیت کا اثر ہے بطور ایک نفسانی کمزوری کے نہیں سمجھا جاتا، بلکہ ایک طبعی فعل اور روزمرہ کا شغل خیال کیا جاتا ہے۔ بیشک کنچنیاں پہلے زمانوں میں بھی ہوتی تھیں مگر یہ کس کے ذہن میں آ سکتا تھا کہ کسی وقت حکومت عورتوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دے کر فوجوں کے ساتھ رکھے گی تا کہ فوجی سپاہیوں کی ضروریات پوری ہوں اور ان کو چھاؤنیوں سے باہر جانے کی تکلیف نہ ہو۔ کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ عورت اور مرد کے تعلقات ایسے وسیع ہو جائیں گے کہ عورت کا مرد کے گھر پر جانا ایک اخلاقی گناہ نہیں سمجھا جائے گا بلکہ انسانی حریّت کا ایک جزو قرار دیا جائے گا۔ اور نکاح کو اس کی ذہنی غلامی کی علامت سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ آج فرانس اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں کا خیال ہے اور یہ بات کس کے ذہن میں آ سکتی تھی کہ کسی وقت نہایت سنجیدگی سے اس پر بحثیں ہوں گی کہ نکاح ایک دقیانوسی خیال ہے۔ ہر مرد اس عورت سے جسے وہ پسند کرے تعلق قائم کر کے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور عورت ایک قیمتی مشین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جس سے پورا کام لے کر ملک کو فائدہ پہنچانا چاہیئے، جیسا کہ آج کل بعض سوشلسٹ حلقوں کا اور خصوصاً بولشویک حلقوں کا خیال ہے۔

جب فحش کی یہ حالت ہوتو خیال کیا جا سکتا ہے کہ ولد الزّ نا کس کثرت سے ہوں گے کیونکہ جب تک ملک میں زنا ایک عیب سمجھا جائے ۔لوگ ایسی اولاد پیچھے چھوڑ نا پسند نہیں کرتے جسے ولد الزّ نا ہونے کا طعنہ دیا جائے ،لیکن جس سوسائٹی میں زنا کے وجود سے ہی انکار کیا جائے اور نکاح کو مذہب کی بے جادست اندازی تصور کیا جائے ۔اس میں ایسی اولاد سے کیا شرم ہوسکتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ ایسی سوسائٹی میں ایسی اولاد کے سوا دوسری اولاد مل ہی کہاں سکتی ہے ۔چنانچہ اوپر کے بیان کردہ خیالات کے لوگوں میں ایسی ہی اولادیں پیدا کی جاتی ہیں اورا سے کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا ۔

مگران کے علاوہ دوسرے لوگ جو نکاح کو کم سے کم ایک قدیم رسم کر کے چھوڑ نا نہیں چاہتے ۔ان میں بھی اولاد الزنا کی تائید میں اس وقت اس قسم کا جوش پایا جاتا ہے کہ بڑے بڑے فلاسفران کو ملک کے لئے ایک نعمت اور ذریعہ حفاظت قرار دے رہے ہیں اور ایسی اولاد کو والدین کا وارث بنانے کی تائید میں بڑے زور سے تحریک کر رہے ہیں اور بصورت دیگر حکومت کو انہیں اپنا بچہ تصور کر کے ان کی خاص غور و پرداخت کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں ۔جب حالات یہ ہوں تو اولاد الزّ نا کی ان علاقوں میں جو کثرت ہوسکتی ہے ۔اس کی مثال پہلے زمانوں میں ملنی تو کیا معنی ،یہ بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ پہلے زمانوں کے لوگ اس قسم کی حالت کا تصور بھی کر سکتے تھے ۔

ایک تغیر اس زمانے کی اخلاقی حالت کے متعلق رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت شراب کا استعمال بہت بڑھ جائے گا ۔چنانچہ انسؓ بن مالک سے مسلم میں روایت ہے کہ اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یُشْرَبُ الْخَمْرُ [1] شراب بہت پی جائے گی اور ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی بیان

---

[1] :۔مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضته وظهور الجهل والفتنة فی اٰخر الزمان۔

فرمائی ہے کہ اس وقت راستوں میں شراب پی جائے گی۔ [1] شراب کی جو کثرت اس زمانے میں ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ یورپ میں شراب جس قدر پی جاتی ہے اس قدر پانی نہیں پیا جاتا پہلے زمانوں میں بھی لوگ شراب پیتے تھے مگر بطور عیش کے یا دوا کے لیکن آج کل دنیا کے ایک بڑے حصے میں شراب بطور غذاء اور پانی کے پی جاتی ہے خصوصاً یہ علامت جو رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ راستوں میں شراب پی جائے گی یہ اس زمانے کو پہلے زمانوں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ پہلے زمانوں میں چونکہ شراب سامان تعیش میں سے سمجھی جاتی تھی اور اس کے مہیا کرنے کے لئے وہ کوشش نہ کی جاتی تھی جو اب کی جاتی ہے۔ خاص خاص مقامات پر دوکانیں ہوتی تھیں۔ جہاں سے لوگ شراب خرید لیتے تھے مگر اب تو یہ حال ہے کہ شراب پانی کی جگہ استعمال ہوتی ہے اس لئے اس کا قریب قریب کے فاصلے پر سڑکوں پر مہیا کرنا ضروری ہو گیا ہے چنانچہ یورپ میں سڑکوں کے کنارے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں تا کہ مسافروں کا حلق سوکھا نہ رہ جائے اور ریلوں کے ساتھ شراب کا انتظام کیا جاتا ہے اور خواہ کھانے کا انتظام ہو یا نہ ہو مگر انتظار کے کمروں میں شراب ضرور تیار رکھی جاتی ہے۔ لنڈن جیسے شہروں میں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر شراب اور پانی کے گلاس ایک قیمت پر فروخت ہوتے ہیں مگر پانی پینے کی غرض سے نہیں بلکہ دیگر حاجات پوری کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ کثرت شراب کی حالت کا نقشہ اس قصے سے اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک مبلغ انگلستان کو پیش آیا۔ ان کا صاحبِ مکان ان کی نیک چلنی اور خوش معاملگی کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوا کہ اس نے ایک دن بڑی محبت سے کہا میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں جسے آپ خوب یاد رکھیں اس سے آپ کی صحت بہت اچھی

---

[1]: حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

رہے گی اور وہ یہ ہے کہ آپ اس ملک میں پانی بالکل نہ پئیں۔ میرے باپ نے ساری عمر میں ایک دفعہ پانی پیا تھا وہ اسی دن مر گیا اور میں نے اب تک کبھی پانی نہیں پیا۔ جب ہمارے مبلغ نے کہا کہ وہ تو شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں پیتے پانی ہی پیتے ہیں تو وہ نہایت حیران ہوا اور اس بات کا ماننا اسے بہت مشکل معلوم ہوا۔

ایک اخلاقی تغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت جوئے کی کثرت ہوگی۔ [1] چنانچہ حضرت علیؓ سے دیلمی میں مروی ہے کہ قیامت کے قرب کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس وقت لعب میسر (جوئے کا کھیل) زیادہ ہو جائے گا۔[2] یہ تغیر اس وقت جس حد تک رونما ہو رہا ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں قمار بازی یورپ اور امریکہ کے لوگوں کا نہ صرف مشغلہ ہے بلکہ ان کے تمدن کا ایک جز و لاینفک ہو گیا ہے۔ ہر ایک زندگی کے شعبے میں جوئے کا کسی نہ کسی صورت میں دخل ہے۔ معمولی طریق جوئے کا تو مجالس طعام کے بعد کا ایک معمولی مشغلہ ہے ہی لیکن اس کے سوا بھی لاٹریوں کی وہ کثرت ہے کہ یوں کہنا چاہئیے کہ تجارت کا بھی ایک چوتھائی حصہ جوئے کی نذر ہو رہا ہے۔ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سب لوگ جواء کھیلتے ہیں اور کبھی کبھی نہیں قریباً روزانہ اور جواء کی کلبیں شاید سب کلبوں سے زیادہ امیر ہیں۔ اٹلی کی کلب مانٹی کارلو میں جو امراء کے جوئے کا مقام ہے بعض اوقات ایک ایک دن میں کروڑوں روپیہ بعض ہاتھوں سے نکل کر جوئے کے ذریعہ سے بعض دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے غرض اس قدر کثرت جوئے کی ہے کہ یہ کہنا نادرست نہ ہوگا کہ تمدن جدید میں جوئے کو نکال کر اس قدر عظیم الشان خلا پیدا ہو جاتا ہے کہ اسے کسی اور چیز سے پر نہیں کیا جا سکتا۔ بلا خوف انکار و ردّ

---

[1]: ۔ کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۴ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

[2]: ۔ حجج الكرامة فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

کہا جا سکتا ہے کہ پہلے زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی لے لیا جائے اس کی ایک سال کی قمار بازی اس زمانے کی ایک دن کی قمار بازی سے بھی ہزاروں حصہ کم رہے گی۔ لائف انشورنس، فائر انشورنس، تھفٹ انشورنس بیسیوں قسم کے بیمے ہی ہیں جن کے بغیر آج کل لوگوں کا کام نہیں چل سکتا اور جن کے نام سے بھی پہلے لوگ ناواقف تھے۔

ایک تغیر اخلاقی حالت میں رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ اس وقت نفس زکیہ مارا جائے گا۔[1] لوگ اس کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں مگر بات صاف ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ اس وقت پاک نفس انسان کا تلاش کرنا ناممکن ہو جائے گا۔اب اس امر کو دیکھ لیجئے مسیح موعودؑ کے اثر کو الگ کر کے کل دنیا پر نظر ڈال جائیں نفس زکیہ کہیں نہیں ملے گا۔یا تو مسلمانوں میں ایک ایک وقت میں لاکھوں باخدا انسان ہوتے تھے یا اس ضرورت و مصیبت کے وقت ایک اہل اللہ ملنا ناممکن ہے۔ بیشک بڑے بڑے سجادہ نشین اور علماء اور مشائخ اور متصوف موجود ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں مرید ہیں لیکن نفس زکیہ کوئی نہیں، ان میں سے ایک کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں۔اپنی طرف سے ورد اور وظائف کرنے تو پاکیزگی کی علامت نہیں ہیں پاکیزگی کی تو یہ علامت ہے کہ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب کر لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی محبت کا اظہار کرے اور اپنی غیرت کو ان کے لئے جوش میں لائے اور ان کی نیتوں اور ارادوں کو پورا کرے اور اپنے کلام کے اسرار ان پر کھولے اور عرفان کا دریا ان کے سینے میں بہاوے اور وہ مصائب اسلام کے دور کرنے والے اور مسلمانوں کے سچے امراض کو دور کرنے والے ہوں مگر ایسا ایک شخص بھی ان لوگوں میں نہیں پایا جاتا جو مشائخ اور صوفیاء اور اقطاب اور ابدال اور علماء اور فضلاء کہلاتے

---

[1]: حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ صفحہ ۳۵۱ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔ بحار الانوار مؤلفہ شیخ محمد باقر مجلسی جلد ۵۲ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ بیروت لبنان ۱۹۸۳ء۔

ہیں۔پس نفس زکیہ کوآج دنیا نے مار دیا ہے اور نفس امارہ کو زندہ کر دیا ہے اور وہی ان کا مطلوب بن رہا ہے۔

ایک علامت رسول کریم ﷺ نے اس زمانے کی یہ بتائی ہے کہ اس وقت امانت اٹھ جائے گی۔ [1] چنانچہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک اضاعت امانت بھی ہے۔ [2] امانت اٹھ جانے اور اس کی جگہ خیانت کے لے لینے کا نظارہ نظر آرہا ہے اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں، ہر گاؤں اور ہر محلے اور ہر گھر کے لوگ اس تغیر کے تلخ اثر کو محسوس کر رہے ہیں۔

ایک تغیر رسول کریم ﷺ نے اس زمانے کی اخلاقی حالت میں یہ بیان فرمایا تھا کہ اس وقت لوگ ماں باپ سے تو حسن سلوک نہ کریں گے لیکن دوستوں سے سلوک کریں گے۔ [3] چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ اس وقت لڑکا اپنے باپ کی تو نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست سے احسان کرے گا۔ [4] یہ تغیر بھی اس شدت کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ ہر شریف آدمی کا دل اس کو دیکھ کر موم کی طرح پگھل جاتا ہے، مغربی تمدن کے دلدادہ اور تعلیم جدید سے روشنی حاصل کرنے والے لوگ اپنے بزرگوں کو پاگل سمجھتے اور ان کی صحبت سے احتراز کرتے ہیں اور اپنے ہم خیال نوجوانوں کی مجالس حیا سوز میں اپنے اوقات صرف کرنے کو راحت سمجھتے ہیں۔دوستوں کی دعوتوں اور ان کی خاطر و مدارات وغیرہ پر خرچ

---

[1]۔ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف۔

[2]۔حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[3]۔ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف۔

[4]۔حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

کرنے کے لئے ان کے پاس روپیہ نکل آتا ہے لیکن غریب ماں باپ کی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف انہیں کبھی توجہ نہیں ہوتی۔ ہندوستان میں ہزاروں مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ ماں باپ نے بھوکے پیاسے رہ کر اور رات دن محنت کر کے بچوں کو پڑھایا لیکن جب اولاد صاحب علم ہو کر برسر کار ہوئی تو اس نے ماں باپ کو اپنے برابر بٹھانا بھی عار سمجھا اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ ایک اجنبی آدمی ان کو خادم ہی سمجھ سکتا ہے۔ اب تو اس قسم کی ہزاروں مثالیں ہیں لیکن پہلے زمانوں میں اس قسم کی ایک مثال بھی ملنی مشکل ہے۔

علمی حالت:۔ جس طرح مسیح موعودؑ کے زمانے کی اخلاقی حالت رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے، اسی طرح آپؐ نے اس زمانے کی علمی حالت بھی بیان فرمائی ہے، چنانچہ ترمذی میں انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اشراط ساعت میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ **يُرْفَعُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ** [1] علم اٹھ جائے گا اور اور جہل ظاہر ہو جائے گا۔ اسی مضمون کی روایت بخاری نے بھی بفرقِ قلیل انسؓ سے بیان کی ہے [2] یہ تغیر بھی پیدا ہو چکا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کی عورتیں بھی فقیہہ تھیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ انصار کی عورتیں بھی عمرؓ سے زیادہ قرآن جانتی ہیں جس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ بچہ بچہ قرآن کریم سے ایسا واقف ہے کہ وہ بڑے بڑے عالم کے فتوے پر جرح کر سکتا ہے اور نادانی اور جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ دلائل کی بناء پر حضرت عائشہؓ کے علم اور آپکی ثقاہت کا کون انکار کر سکتا ہے مگر آج علم دین کا یہ حال ہے کہ ایسے لوگوں کے سوا جو دوسرے علوم سیکھنے کی قابلیت نہیں رکھتے اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتا اور جو علم

---

[1]:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعة۔

[2]:۔ **یرفع العلم ویکثر الجهل" بخاری کتاب النکاح باب یقل الرجال ویکثر النساء۔**

صرف اس لئے پڑھا جائے کہ اس کے پڑھنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا بلکہ مفت میں روٹیاں مل جاتی ہیں اس میں کیا برکت ہوسکتی ہے اور اس نیت سے پڑھنے والے دنیا کو کیا نفع پہنچا سکتے ہیں۔

اس حدیث کی تائید اور بہت سی احادیث سے بھی ہوتی ہے اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ اس وقت سب قسم کے علم اٹھ جائیں گے بلکہ اس سے مراد صرف علوم دینیہ ہیں ورنہ علوم دنیاوی کی زیادتی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے ترمذی میں روایت ہے کہ آخری زمانے میں دینی اغراض کے سوا اور اغراض کے لئے علوم سیکھے جائیں گے۔[1] اور یہی حالت اس وقت پیدا ہے۔ علوم دنیاوی اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ ایک عالم ان کی ترقی پر حیرت میں ہے اور علوم مذہبی اس قدر بے توجہی کا شکار ہورہے ہیں کہ جہّال علماء کہلا رہے ہیں۔

تمدنی حالت:۔ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعودؑ کے زمانے کی تمدنی حالت کا بھی نقشہ کھینچا ہے اور بہت سی علامات ایسی بیان فرمائی ہیں جن سے اس وقت کے تمدن کا پورا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ چنانچہ ان علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت سلام کا طریق بدلا ہوا ہوگا۔ امام احمد بن حنبلؒ معاذ بن انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت کی خرابی اور بربادی کے زمانے کی ایک یہ علامت ہوگی (اور یہی زمانہ مسیح موعود کا ہے) کہ لوگ آپس میں ملتے ہوئے ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔[2] گو شراح اس حدیث کے یہ معنے بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد سفلہ لوگوں کا ملتے وقت ایک دوسرے کو گالیاں دینا ہے مگر درحقیقت اس میں اس سے بھی بڑھ کر ایک اور تغیر کی طرف اشارہ کیا ہے جو سفلوں میں نہیں بلکہ بعض علاقوں کے مسلمان شرفاء میں بھی پایا

---

[1]:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی علامة حلول المسخ و الخسف۔

[2]:۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۳۹۔

جاتا ہے اور بندگی اور تسلیم کا رواج ہے۔ ہندوستان میں بڑے لوگ آپس میں سلام کہنا ہتک خیال کرتے ہیں اوراس کی جگہ آداب اور تسلیم کہتے ہیں بلکہ ہندوؤں کی نقل میں بندگی تک کہہ دیتے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ میں آپ کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرتا ہوں اور یہ الفاظ اس لفظ کی جگہ استعمال کرنے جس کے معنے سلامتی اور حفاظت کے ہیں درحقیقت ملاعنہ ہی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص شرک کے کلمات کہتا ہے یا خدا کے لئے جس فرمانبرداری کا اظہار مخصوص ہے اس کا اظہار بندوں کے لئے کرتا ہے وہ خدا کی لعنت ایک دوسرے پر ڈالتا ہے۔ لفظ آداب جس کا مسلمانوں میں رواج زیادہ ہے اس کا درحقیقت یہی مطلب ہے کہ ہم بندگی اور تسلیم کہتے ہیں اور یہ لفظ اس لئے اختیار کر لیا گیا ہے تا ایسے مشرکانہ الفاظ بار بار استعمال کرنے سے دل میں جو ملامت پیدا ہوتی ہے اس کے اثر سے محفوظ ہو جائیں۔

ایک تمدنی تغیر:۔ رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں عزت بوجہ دین کے نہ ہوگی بلکہ بوجہ مال اور سیاسی اعمال وغیرہ کے ہوگی۔[1] ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس وقت صاحبِ مال کی تعظیم ہوگی۔[2] یہ حالت بھی اب پیدا ہے وہ قدیم دستور جو خاندانی وجاہت کو سب بواعثِ عزت پر مقدم کئے ہوئے تھا اب بالکل مٹ گیا ہے اور عزت کا ایک ہی معیار ہے کہ انسان صاحب مال ہو، پہلے مالدار اور دولتمند لوگ علماء کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے اور اب علماء اس امر میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ انہیں کسی امیر کی دوستی کا فخر حاصل ہے یا یوں کہئے کہ اس کی ڈیوڑھی پر جبّہ سائی کی عزت نصیب ہے۔

اسی طرح حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں پر

۱۔۲:۔ حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

آنے والا ہے کہ ایک شخص کی تعریف کی جائے گی کہ مَا اَجْلَدَهٗ وَاَظْرَفَهٗ وَاَعْقَلَهٗ وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ ۔[1] یعنی کہا جائے گا کہ فلاں شخص کیا ہی بہادر ہے کیا ہی خوش طبع اور نیک اخلاق ہے اور کیا ہی عقلمند ہے حالانکہ اس شخص کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ یہ حالت بھی اس وقت پیدا ہے کوئی شخص خواہ کیسا ہی بے دین ہو مسلمانوں کے حقوق کا نام لے کر کھڑا ہو جائے جھٹ مسلمانوں کا لیڈر بن جائے گا کوئی نہیں پوچھے گا کہ یہ شخص اسلام پر تو قائم نہیں اسلام کا لیڈر اسے اللہ تعالیٰ نے کیونکر بنا دیا اتنا ہی کافی سمجھا جائے گا کہ یہ عمدہ لیکچرار ہے یا خوب دانائی سے اپنے حریف کا مقابلہ کر سکتا ہے یا سیاسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے۔

ایک تغیر رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت مومن ذلیل ہوں گے اور لوگوں کے ڈر سے چھپتے پھریں گے۔ [2] حضرت ابن عباسؓ سے ابن مردویہؒ نے روایت کی ہے آنحضرت ﷺ نے اشراط ساعت میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ مومن لونڈی سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔ [3] جس کا یہ مطلب ہے کہ لونڈی سے بھی لوگ رشتہ محبت قائم کر لیتے ہیں اور اس سے شادی کر لیتے ہیں لیکن مومن سے تعلق پیدا کرنا ان دنوں کوئی پسند نہیں کرے گا۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے دیلمی نے روایت کی ہے کہ ان دنوں نیک چھپ چھپ کر پھریں گے۔ [4] یہ حالت بھی ایک عرصے سے پیدا ہے مومنوں سے تعلق کو ناجائز سمجھا جاتا

---

[1]:۔ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی رفع الامانة۔

[2]:۔حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[3]:۔حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[4]:۔حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

ہے۔جوبھی سچا متبع قرآن مجید اور سنت رسول کریم ﷺ کا ہو اس سے بدتر انسان مسلمانوں میں کوئی نہیں سمجھا جاتا حتیٰ کہ مسیح موعود کی آمد کے بعد تو یہ علامت ایسی ظاہر ہوگئی ہے کہ فاحشہ عورتوں اور بے نمازوں اور خائنوں اور جھوٹ بولنے والوں اور اللہ اور رسول کو برا کہنے والوں سے ملنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا تو جائز سمجھا جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے آسمانی آواز پر لبیک کہا ہے ان کو دھتکارا جاتا ہے اور ان سے دشمنی رکھی جاتی ہے۔

ایک علامت اس زمانے کی رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں عربی کا چرچا کم ہو جائے گا۔[1] چنانچہ ابن عباسؓ سے ابن مردویہؒ نے روایت کی ہے کہ آپ نے اشراط ساعت میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت صفوف تو بڑی لمبی ہوں گی لیکن زبانیں مختلف ہوں گی۔[2] اور یہ نقشہ حج کے ایام میں خوب نظر آتا ہے حج کی بڑی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس کے ذریعے سے اجتماع اسلامی قائم رہے لیکن عربی زبان کو ترک کر دینے کے سبب وہاں لوگ جمع ہو کر بھی فریضہ حج ادا کرنے کے سوا کوئی اجتماعی یا ملی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے اگر مسلمان عربی زبان کو زندہ رکھتے تو یہ زبان دنیا کے چاروں گوشوں کے لوگوں کو ایک ایسی مضبوط رسّی میں باندھ دیتی جو کسی دشمن کے حملے سے نہ ٹوٹتی۔

ایک حالت اس وقت کے تمدن کی رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہوں گی۔[3] یہ حالت بھی اس وقت دو طرح پیدا ہو رہی ہے ایک تو اعلیٰ کپڑا اس قدر سستا ہو گیا ہے کہ عام طور پر لوگ وہ

---

[1]:۔کنز العمال جلد۱۴ صفحہ۵۶۴ روایت ۳۹۶۰۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

[2]:۔حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[3]:۔مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ۲۲۳۔

کپڑا پہن سکتے ہیں جو پہلے امراء تک محدود تھا اور کپڑے بھی ایسے باریک تیار ہونے لگ گئے ہیں کہ ان کا لباس پہننے سے ایک خیالی زینت تو شاید پیدا ہو جاتی ہو گی مگر پردہ یقیناً نہیں ہوتا اور اکثر حصہ دنیا کا ان لباسوں کا شیدا ہو رہا ہے اور اسے عورتوں کے لئے زینت خیال کر رہا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اہل یورپ اور امریکہ کی عورتوں کے لباس کا طریق ایسا ہے کہ ان کے بعض قابل ستر حصے ننگے رہتے ہیں مثلاً عام طور پر اپنی چھاتیاں ننگی رکھتی ہیں، کہنیوں تک باہیں ننگی رکھتی ہیں پس باوجود لباس کے وہ ننگی ہوتی ہیں۔ غرض دو طرح اس علامت کا ظہور ہو رہا ہے مسلمانوں میں باریک کپڑے کے استعمال سے اور مسیحیوں میں سینہ اور سر اور بازوؤں کے ننگے رکھنے سے۔

ایک علامت رسول کریم ﷺ نے آخری زمانے کی جو مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے یہ بیان فرمائی ہے کہ عورتیں اس وقت اونٹ کے کوہان کی طرح سر کے بالوں کو رکھیں گی۔ [1] چنانچہ یورپ کی عورتوں کا یہی طریق ہے وہ سر کو گوندھنا ناپسند کرتی ہیں اور بال پُھلا کر اس طرح رکھتیں ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سر پر کوئی اور چیز رکھی ہے دوسری اقوام بھی ان کے اقتدار سے متاثر ہو کر ان کی نقل کر رہی ہیں اور جس طرح لوگ ان کے باقی اقوال و افعال کو وحیِ آسمانی سے زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس امر میں بھی ان کی اتباع میں تہذیب کی ترقی دیکھتے ہیں۔

ایک علامت اس زمانے کی حضرت ابن عباسؓ نے رسول کریم ﷺ سے یہ روایت کی ہے کہ اس وقت عورت اپنے خاوند کے ساتھ ملکر تجارت کرے گی۔ [2] یہ علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے، بلکہ اس کا اس قدر زور ہے کہ عورتوں کے بغیر تجارت

---

[1]: ۔**مسلم کتاب اللباس باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات۔**

[2]: ۔**حجج الکرامة فی اثار القیامة** صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔ کنز العمال جلد ۱۴ ص ۵۷۳ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء

کامیاب ہی نہیں سمجھی جاتی اور اس سے بھی زیادہ اب یہ حالت پیدا ہو رہی ہے کہ یورپ کے بعض شہروں میں دکانوں پر بعض خوبصورت عورتیں صرف اس غرض سے رکھی جاتی ہیں کہ وہ گاہکوں سے مل کر ان کے دل لبھانے کی کوشش کیا کریں تا کہ وہ ضرور سودا وہیں سے خریدیں اور خالی نہ لوٹ جاویں۔

ایک علامت اس زمانے کے تمدن کی رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت عورتیں اس قدر آزاد ہوں گی کہ وہ مردوں کا لباس پہنیں گی اور گھوڑوں پر سوار ہوں گی۔ [۱] بلکہ مردوں پر حکمران ہوں گی۔ [۲] تمدن موجودہ میں یہ تغیر بھی پیدا ہو چکا ہے اور امریکہ اور دیگر مسیحی ممالک میں اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مذاہب کے پیروؤں میں بھی عورتوں کی آزادی کا ایک غلط مفہوم لیا جانے لگا ہے کہ سن کر حیرت ہوتی ہے اور ان خیالات کے اثر سے موجودہ تمدن پچھلے تمدن سے بالکل بدل گیا ہے۔ عورتیں کثرت سے مردوں کے ساتھ مل کر گھوڑوں پر سوار ہو کر شکار اور گھوڑ دوڑوں میں شامل ہوتیں ہیں بلکہ سرکس میں تماشے دکھاتیں ہیں اور مردوں کا لباس پہننے کا رواج بھی مسیحی ممالک میں کثرت سے ہے علی الخصوص جنگ کے بعد سے تو لاکھوں عورتوں نے بالکل مردانہ لباس پہننا شروع کر دیا ہے۔ برجس اور چھوٹا کوٹ بھی ان میں ایک فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

عورتوں کو جو حکومت مردوں پر حاصل ہو چکی ہے وہ بھی اپنی نوعیت میں نرالی ہے درحقیقت اس امر میں یورپ کے تمدن اور اس کے اثر سے دیگر بلاد کے تمدن میں ایسا فرق آ گیا ہے کہ اس کے بدنتائج اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور نہ ہوئے تو ان کے دور ہونے کی اور کوئی صورت نہیں یا تو ان کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کوئی خطرناک فساد

---

[۱]: کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۳ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء

[۲]: حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

پھوٹے گا یا شادی کا رواج بالکل بند ہو جائے گا اور نسل انسانی کی ترقی کو ایک نا قابل برداشت صدمہ پہنچے گا۔

ایک علامت رسول کریم ﷺ نے اس وقت کے تمدن کی یہ بتائی ہے کہ اس وقت مرد عورتوں کی طرح زینت کریں گے اور ان کی شکلیں اختیار کریں گے۔[1] یہ تغیرات بھی پیدا ہو چکے ہیں۔ دنیا کا اکثر حصہ داڑھیاں منڈوا کر عورتوں سے مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ کسی وقت داڑھی مرد کے لئے زینت سمجھی جاتی تھی اور مسلمانوں کے لئے تو باتباع رسول کریم ﷺ اسلامی شعار تھی وہ اب اکثر چہروں سے غائب نظر آتی ہے بلکہ ایسے لوگ بھی جن کو عالم اسلام میں بہت کچھ دینی وقعت دی جاتی ہے اس کے مونڈ دینے ہی میں اپنے چہروں کی زینت پاتے ہیں۔

دوسرا تغیر اس پیشگوئی کے ماتحت تھیٹروں کی کثرت ہے کہ ان میں کثرت سے مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا بھیس بدل کر تماشہ کرتے اور گاتے ناچتے ہیں اسی طرح یورپ وامریکہ میں مرد جس قدر اپنے سر کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں اور جس طرح ان کی زینت کی طرف توجہ کرتے ہیں وہ اس زمانے کی عورتوں سے تو نہیں مگر پرانے زمانے کی عورتوں سے ضرور بڑھ کر ہے۔

جسمانی حالت:۔ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کے زمانے کے لوگوں کی جسمانی اور صحت کی حالت بھی بیان فرما دی ہے چنانچہ حضرت انسؓ سے ترمذی میں روایت ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا اور مدینے کی طرف رخ کرے گا تو اس وقت طاعون بھی پڑے گی اور اللہ تعالیٰ طاعون اور دجال دونوں سے مدینے کو بچائے گا۔[2]

---

[1]:۔ حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ، کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۳ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

[2]:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی ان الدجال لایدخل المدینة۔

یہ حالت بھی پیدا ہو چکی ہے پچیس سال سے دنیا میں طاعون اس شدت سے حملہ آور ہے کہ الامان لاکھوں گھر ویران ہو گئے، سینکڑوں قصبات اور دیہات اجڑ گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مقامات مقدسہ کو کسی بڑے حملے سے بالکل بچائے رکھا ہے اور ظاہری سبب اس کا یہ بتا دیا ہے کہ مختلف جہات میں قوارنطین (QUARANTINE) قائم کئے جا چکے ہیں جن کے ذریعے سے اس کے زہر کو دور رکھا جاتا ہے۔ طاعون کے متعلق رسول کریم ﷺ نے مختلف الفاظ میں خبر دی ہے۔ بعض جگہ اسے دَآبَّۃُ الْاَرْضِ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔[1] کیونکہ یہ مرض ایک کیڑے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے انسان کے جسم میں داخل ہوتا ہے قرآن کریم میں بھی اس کا یہی نام ہے۔ یہ طاعون کوئی معمولی وباء نہیں ہے بلکہ اس وباء نے دنیا کے اکثر حصوں میں اپنی ہلاکت کا جال بچھا دیا ہے اور ہندوستان میں تو چھبیس سال سے اب تک ڈیرہ لگائے ہوئے ہے۔

اس دآبّۃ کے خروج کی پیشگوئی میں صرف طاعون ہی کی خبر نہیں ہے۔ بلکہ اس میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کئی ایسی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی جن کا اثر خوردبینی کیڑوں کے ذریعے سے پھیلے گا اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں کئی ایسی بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں جو خوردبینی اجسام کے ذریعے پھیلتی ہیں اور جو اس سے پہلے یا تو تھی ہی نہیں یا اس شکل میں کبھی نمودار نہ ہوئی تھیں۔ اس قرآنی اور نبی کریمؐ کی بتائی ہوئی پیشگوئی میں درحقیقت خوردبین کی ایجاد اور اس کے اثر کا بھی اظہار کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر دنیا کو کیونکر معلوم ہو سکتا تھا کہ ان بیماریوں کا باعث ایک دآبہ یعنی کیڑا ہے۔ پہلے تو لوگ بلغم، صفراء، سودا اور دم پر ہی سب بیماریوں کے بواعث کی زنجیر کو ختم کر دیتے تھے۔

مسیح موعود کے زمانے میں صحت عامہ کی حالت کے متعلق رسول کریم

---

[1]: ترمذی ابواب الفتن باب فی الخسف۔

ﷺ نے اور بھی نشانات بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت مرگ مفاجات ظاہر ہوگی۔[1] یعنی کثرت سے اس کی مثالیں پائی جائیں گی ورنہ ایک دو تو ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہیں۔ چنانچہ برطبق پیشگوئی اس زمانے میں مرگ مفاجات کی بھی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو شراب کی کثرت ہے اور دوسری علوم کی کثرت، شراب سے دل اور دماغ ضعیف ہوجاتے ہیں اور کثرت مطالعہ اور کثرت کار سے اعصاب کی طاقت کمزور ہوجاتی ہے اور یہ دونوں چیزیں اس وقت اپنے زور پر ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شراب خور قوموں میں مرگ مفاجات اس کثرت سے ہے کہ الامان ہر سال ہزاروں آدمی آناً فاناً دل کی بیماریوں سے کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے مرجاتے ہیں۔ جس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔

صحت عامہ کے متعلق ایک یہ بات بھی رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ اس وقت ایک بیماری ہوگی جو ناک سے تعلق رکھے گی جس سے کثرت سے لوگ مرجائیں گے۔ یہ بیماری بھی پیدا ہوچکی ہے جسے طبی اصطلاح میں انفلوئنزا کہتے ہیں اس بیماری سے ۱۹۱۸ء میں دو کروڑ آدمی دنیا بھر میں مر گئے۔ حالانکہ پنج سالہ جنگ عالمگیر میں صرف ساٹھ لاکھ کے قریب آدمی مرا تھا گویا کل دنیا کی آبادی کا ڈیڑھ فیصدی حصہ اس بیماری سے فنا ہوگیا اور دنیا کو یہ بیماری قیامت کا یقین دلا گئی کیونکہ لوگوں نے دیکھ لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کے لئے دنیا کا خاتمہ کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

نسلی تناسب:۔ رسول کریم ﷺ نے اس زمانہ کے نسلی تناسب کا بھی

---

[1]:۔ **حجج الکرامة فی اثار القیامة** صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

نقشہ کھینچا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد نگران ہوگا۔ [1] یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔اس وقت دنیا میں عورتیں زیادہ ہیں اور یورپ کے بعض ممالک میں بوجہ جنگ میں مردوں کے مارے جانے کے عورتوں کی وہ کثرت ہوگئی ہے کہ وہ قومیں جو اسلام پر کثرت ازدواج کے مسئلے کی وجہ سے ہنسا کرتی تھیں اب خود نہایت سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کر رہی ہیں کہ موجودہ ابتری کا علاج سوائے کثرت ازدواج کے اور کیا ہوسکتا ہے اور بڑے بڑے فلاسفر اس امر پر مضمون لکھ رہے ہیں کہ اس وقت حکومتوں کو تباہی سے بچانے اور نظام تمدن کو قائم رکھنے کے لئے یا تو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت ہونی چاہئیے یا زنا کو ظاہر طور پر جس قدر برا سمجھا جاتا ہے اس پردہ کو بھی اٹھا دینا چاہئے اور اس بات کی طرف تو اکثر لوگ مائل ہیں کہ ایسے لوگوں کو جو ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں عدالتوں میں نہیں گھسیٹنا چاہئے اور ان کے اس فعل پر چشم پوشی کرنی چاہئے اور یہ خیالات کا تغیر عورتوں کی زیادتی کا نتیجہ ہے ورنہ کچھ ہی مدت پہلے یورپ کے لوگوں کی نظر میں کثرت ازدواج نہایت سخت جرموں میں سے گنا جاتا تھا اور اس کی تائید اشارتاً بھی کوئی مسیحی نہیں کرسکتا تھا بلکہ ان کی نفرت کو دیکھ کر مسلمان بھی اسلام کی طرف سے کثرت ازدواج کی اجازت دینے پر معذرت کرنے لگ گئے تھے۔

تعلقات مابین:۔رسول کریمؐ نے مسیح موعود کے زمانے کے متعلق یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس وقت اقوام کے تعلقات کس طرح کے ہوں گے۔آپ نے خبر دی ہے کہ اس وقت ایسے سامان نکل آویں گے کہ لوگ پرانی سواریوں کو چھوڑ دیں گے اور نئی سواریوں پر چڑھیں گے خشکی اور پانی پر نئی قسم کی سواریاں چلیں گی۔ چنانچہ آپ

---

[1]:۔ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعۃ۔

فرماتے ہیں لَیُتْـرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعیٰ عَلَیْھَا ۔[1] اس زمانے میں سواری کی اونٹنیاں ترک کردی جائیں گی اور لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس وقت یہی ہورہا ہے اکثر مما لک میں ریل کی سواری کی وجہ سے قدیم سواریاں بے کار ہوتی جاتی ہیں۔ پہلے خالی ریل تھی تو دوسری سڑکوں پر سفر کرنے کے لئے پھر بھی لوگ اونٹ وغیرہ کے محتاج ہوتے تھے۔ لیکن جب سے موٹر نکل آئی ہے اس وقت سے تو اس قدر ضرورت بھی گھوڑوں وغیرہ کی نہیں رہی اور جوں جوں ان سواریوں کی ترقی ہوگی پرانے سواری کے جانور متروک ہوتے چلے جائیں گے۔

رسول کریم ﷺ نے اس زمانے کے متعلق یہ خبر بھی دی تھی کہ اس وقت ریلوں کے علاوہ دخانی جہاز بھی نکل آئیں گے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ دجال کا گدھا پانی پر بھی چلے گا اور جب وہ چلے گا تو اس کے آگے اور پیچھے بادل ہوں گا۔[2] اور اس سے مراد آپ کی ریل اور دخانی جہاز ہی ہیں کیونکہ یہی گدھا ہے جو خشکی اور پانی پر چلتا ہے اور اس سے کلیسیاء نے جس قدر کام لیا ہے اور کسی قوم نے نہیں لیا۔ اس کے ذریعہ سے پادری انجیلیں بغل میں دبا کر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گئے اور سارے جہان کو اپنے دجل کے جال میں پھانس لیا ہے اور ریل اور جہاز کے کبھی آگے اور کبھی پیچھے دھوئیں کا بادل ہوتا ہے جو کبھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور ان دونوں سواریوں کی خوراک بھی پتھر ہے (یعنی پتھر کا کوئلہ) جو خوراک کہ دجال کے گدھے کی حدیثوں میں بیان ہوئی ہے۔ ان سواریوں نے تعلقات اقوام کی نوعیت ہی بالکل بدل دی ہے۔

مالی حالت:۔ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کے زمانے کی مالی حالت کا

---

[1]:۔ **مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد ﷺ۔**

[2]:۔ **کنز العمال** جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۳ روایت ۳۹۷۰۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

بھی نقشہ کھینچ کر بتایا ہے، حذیفہ ابن الیمانؓ سے ابونعیم نے حلیہ میں روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ اس وقت سونا زیادہ ہو جائے گا اور چاندی لوگوں سے مطلوب ہو جائے گی۔ [1] یہ حالت بھی اب پیدا ہے سونے کی وہ کثرت ہوگئی ہے کہ اس کا دسواں حصہ بھی پہلے نہ تھی۔ سینکڑوں سونے اور چاندی کی نئی دکانیں نکل آئی ہیں اور پھر سونے اور چاندی کے نکالنے کے جدید ذریعے معلوم کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں سونے کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اگر صرف انگلستان کا ہی سونا لیا جائے تو شاید پچھلے زمانے کے ساری دنیا کے سونے سے زیادہ نکلے، چنانچہ ایک نمایاں اثر اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تجارت نہایت ترقی کر گئی ہے اور سب تجارت سونے اور چاندی کے ساتھ ہوتی ہے۔ پہلے زمانوں میں پیسوں اور کوڑیوں پر خرید و فروخت کا مدار تھا۔ اب کوڑیوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں اور بعض ملکوں میں پیسوں کو بھی نہیں جانتا۔ جیسے انگلستان میں کہ وہاں سب سے چھوٹا مروّج سکہ آنے کا سکہ ہے اور امریکہ میں سب سے چھوٹا مروّج سکہ دو پیسہ کا ہے اور اکثر کام ان ممالک میں تو سونے کے سکوں سے ہی ہوتا ہے۔

اس وقت کی مالی حالت رسول کریم ﷺ نے یہ بتائی ہے کہ سود بہت بڑھ جائے گا۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے دیلمی نے روایت کی ہے کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت سودخوری زیادہ ہو جائے گی۔ [2] اور یہ بات بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اس وقت جس قدر سود کو ترقی حاصل ہے اس کا لاکھواں بلکہ کروڑواں

---

[1]:۔ **حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ** صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

[2]:۔ **حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ** صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔
کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۳ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

حصہ بھی پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ شاذونادر کو مستثنیٰ کر کے سب تجارتیں سود پر چلتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر سود نہ لیں تو کام چل ہی نہیں سکتا۔ بنکوں کی وہ کثرت ہے کہ ہزاروں کے شمار سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ حکومتیں سود لیتی اور دیتی ہیں، تاجر سود لیتے اور دیتے ہیں، صنّاع سود لیتے اور دیتے ہیں، امراء سود لیتے اور دیتے ہیں غرض ہر قوم کے لوگ سود پر کام چلا رہے ہیں اور یوں کہنا چاہئیے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہر شخص نے عہد کر لیا ہے کہ وہ دوسرے کے روپیہ سے اپنا کام چلائے گا اور اپنا روپیہ دوسرے کو کام چلانے کے لئے دے گا اگر ایک کروڑ کی تجارت ہو رہی ہو تو اس میں شاید چند ہزار روپیہ سود کی زد سے باہر رہے گا باقی سب کا سب سود کے چکر میں آیا ہوا ہوگا مسلمان جنہیں کہا جاتا ہے کہ اگر سود لینے سے تم باز نہیں آتے تو فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ [1] اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ان کا بھی یہ حال ہے کہ اکثر تو سود کا نام منافع رکھ کر اسے استعمال کر رہے اور بعض اپنی کمزوری کا اقرار کر کے اس کا لین دین کر رہے ہیں۔ علماء نے عجیب وغریب توجیہیں کر کے بنکوں کے سود کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے اور یہ کہہ کر کہ کفار کے زیر حکومت ممالک میں سود لینا جائز ہے کسی قسم کے سود میں بھی روک نہیں رہنے دی اور آخری شریعت کے بعد ایک نئی شریعت کے بنانے کے مرتکب ہو گئے ہیں ان سب حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ سود کا حملہ اس زمانے میں ایسا سخت ہے کہ اس کا مقابلہ سوا ان کے جن کو خدا بچائے کوئی نہیں کر سکتا۔

آخری زمانے کی مالی حالت کی ایک خصوصیت رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت مسیحی لوگ امیر ہوں گے اور دوسرے لوگ غریب ہوں گے چنانچہ ترمذی نے نواس بن سمعانؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ

---

[1]۔ البقرۃ: ۲۸۰

نے فرمایا ہے دجال لوگوں سے کہے گا کہ مجھے مان لو جو لوگ اس کا انکار کریں گے ان کے گھر کا سب مال دجال کے ساتھ ہی چلا جائے گا اور جو اس پر ایمان لائیں گے وہ خوب مالدار ہو جائیں گے وہ ان کے لئے آسمان سے برسوائے گا اور زمین سے اگلوائے گا۔[1] چنانچہ یہی حال اب ہے۔ مسیحی اقوام دن رات مال و دولت میں ترقی کر رہی ہیں اور ان کی مخالف اقوام روز بروز غریب ہوتی جاتی ہیں اور برابر سو سال سے یہی صورت پیدا ہو رہی ہے۔

سیاسی حالت:۔ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کے زمانے کی سیاسی حالت کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ اس کو پڑھ کر یہ موجودہ زمانہ خود بخود سامنے آ جاتا ہے مختلف سیاسی تغیرات جو مسیح موعود کے زمانے میں پیدا ہونے ضروری ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

ا۔ رسول کریم ﷺ سے حذیفہ ابن الیمانؓ نے روایت کی ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر اس قدر مصائب آئیں گے کہ وہ مثل یہود کے ہو جائیں گے۔[2] جس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کی حکومتیں اور ان کا اقتدار جاتا رہے گا اور یہود کی طرح دوسروں کے رحم پر ان کی زندگی کا انحصار ہو گا۔ یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔ اسلامی حکومتیں مٹ گئی ہیں اور نہایت قلیل نشان ان کے باقی ہیں۔ یا تو دنیا پر اسلامی جھنڈا ہی لہراتا نظر آتا تھا یا اب اس جھنڈے کو لہرانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی۔ مسلمان اپنی حکومتوں کے قائم رکھنے کے لئے بھی کسی نہ کسی مسیحی حکومت کی مدد کے محتاج ہیں۔ انا لله و انا الیه راجعون۔

---

[1]:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی فتنة الدجال۔

[2]:۔ حجج الکرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

ایک سیاسی تغیر زمانہ مسیح موعود کے وقت رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ شام اور عراق اور مصر اس وقت کے بادشاہ کے ہاتھ سے نکل جائیں گے اور عرب کے لوگوں کی حالت پھر طوائف الملو کی کی ہوجائے گی۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ سے مسلم میں روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ عراق اپنے درہم اور غلے روک دے گا اور شام اپنے دینار اور غلے روک دے گا اور مصر اپنے غلے کو روک دے گا اور تم پھر ویسے کے ویسے ہو جاؤ گے جیسے کہ پہلے تھے۔ [۱] یعنی عرب میں طوائف الملو کی پیدا ہو جائے گی۔ یہ علامت بھی پوری ہوگئی ہے۔ عراق اور شام اور مصر سلطان کے قبضہ سے نکل گئے ہیں اور ترکی حکومت کو کسی قسم کا خراج اور مدد نہیں دیتے اور عرب پھر طوائف الملو کی کی حالت میں ہوگیا ہے۔ گو حجاز میں ایک حکومت قائم ہے مگر ابھی تک اس کی حالت بوجہ کثرت اعداء وقلت مال کے محفوظ نہیں ہے اور اس کے علاوہ دیگر علاقہ جات عرب تو بالکل بے انتظام حالت میں ہیں اور وہاں کی حکومتیں متمدن حکومتیں نہیں ہیں۔

ایک سیاسی تغیر اس زمانے کا آپ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت یاجوج اور ماجوج کو ایسی طاقت حاصل ہوگی کہ دوسری اقوام کو ان سے مقابلے کی بالکل مقدرت نہ ہوگی چنانچہ نواس بن سمعانؓ کی روایت مسلم اور ترمذی میں ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ ان کو وحی کرے گا کہ اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَایَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَیَبْعَثُ اللّٰهُ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ ۔ [۲] یہ علامت بھی پوری ہوچکی ہے، یاجوج اور ماجوج ظاہر ہو چکے ہیں اوران سے مقابلہ کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ یاجوج اور ماجوج سے مراد

---

[۱]:۔مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتیٰ یحسر الفرات عن جبل من ذهب۔

[۲]:۔مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته و مامعه۔

روس اور انگریزوں کی حکومت اور ان کی اتحادی حکومتیں ہیں جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ ''اے جوج روس اور ٹوبالسک کے بادشاہ اور ماجوج جو جزیروں میں امن سے حکومت کرتے ہو'' [۱] یہ دونوں قومیں اپنے حلیفوں کے ساتھ اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں اور ان کا عروج جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے نزول مسیح موعود کے بعد مقدر تھا۔ پس ان کا عروج اپنی ذات میں بھی دلالت کر رہا ہے کہ مسیح موعود نازل ہو چکا ہے۔

ایک تغیر اس زمانے کی سیاسی حالت میں رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت مزدوروں کی طاقت بہت بڑھ جائے گی۔ جیسا کہ حذیفہ ابن الیمانؓ کی روایت میں جو ابونعیم نے حلیہ میں نقل کی ہے مذکور ہے کہ اشراط ساعت میں سے رسول کریم ﷺ نے ایک شرط یہ بھی بیان کی ہے کہ اس وقت غریب برہنہ لوگ بادشاہ ہو جائیں گے۔ [۲] اور برہنہ سے مراد اس جگہ نسبتی طور پر برہنہ ہے اور امراء کے مقابلہ میں غرباء اپنے لباس کی کمی کی وجہ سے برہنہ ہی کہلاتے ہیں۔ یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے نیابتی حکومت کی ترقی کے ساتھ ساتھ غرباء کی حکومت بڑھتی جاتی ہے اور وہ بادشاہ بن رہے ہیں مزدور جماعت کی طاقت کے آگے بادشاہوں کے دل کانپ رہے ہیں اور کوئی جماعت خواہ کتنی مضبوط کیوں نہ ہو اپنے قیام کو ان سے صلح رکھے بغیر معرض خطر میں پاتی ہے اور بعض علاقوں میں تو انہیں کامل حکومت حاصل ہے۔ جیسے روس میں اور سوئٹزرلینڈ میں اور بعض حصص آسٹریلیا میں اور روز بروز یہ جماعت طاقت پکڑتی جاتی ہے۔

مسیح موعود کے زمانے کی سیاسی حالت کی ایک خصوصیت رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت حکام کی کثرت ہوگی۔ حذیفہ ابن الیمانؓ روایت

---

[۱]: حزقیل باب ۳۸ آیت ۲ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء (مفہوماً)

[۲]: حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ۔

کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس وقت شُرط زیادہ ہوجائیں گی۔ [1] اور شُرط والی اور حاکم کے مددگاروں اور نائبوں کو کہتے ہیں یہ علامت بھی اس وقت پوری ہوچکی ہے پہلے جو نظام حکومت ہوا کرتا تھا اس میں اس قدر مددگاروں کی حاکموں کو ضرورت نہیں پڑتی تھی ہر علاقے میں ایک دو حاکم کافی سمجھے جایا کرتے تھے لیکن اس زمانے میں انتظام کا طریق اس طرح بدل گیا ہے اور حکومت کی ذمہ داری کی اس قدر شاخیں نکل آئی ہیں کہ پہلے سے سینکڑوں گُنے مددگار افسروں کے لئے رکھنے پڑتے ہیں پولیس اور صحت عامہ اور رجسٹریشن اور تعمیر عامہ اور ڈاک خانہ اور ریل اور تار اور انہار اور نگرانی مخدرات ومسکرات اور پڑتال وغیرھا محکمے اس قدر وسیع ہوگئے ہیں کہ پہلے اس قدر وسیع نہ تھے اس لئے گورنمنٹ کو ہر حاکم کے ساتھ ایک وسیع عملہ رکھنا پڑتا ہے۔

ایک تغیر مسیح موعود کے زمانے کی سیاست میں رسول کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت حدود ترک کی جائیں گی۔ [2] حضرت علیؓ سے دیلمی نے روایت کی ہے کہ آخری زمانے کی علامتوں میں سے ایک ترک حدود بھی ہے یہ علامت بھی پوری ہوچکی ہے اسلامی حکومتوں میں اس وقت حدود ترک ہیں۔الا ماشآء الله۔ترکوں کی حکومت میں،عرب میں،مصر میں،ایران میں بلکہ خود جناب ہی کے بلاد میں زانی کو رجم کی اور چور کو قطع ید کی سزا نہیں دی جاتی بلکہ بعض اسلامی حکومتیں تو بذریعہ معاہدات ان سزاؤں کے دینے سے باز رکھی گئی ہیں۔یہ علامت ایسی واضح ہے کہ اسلامی اقتدار کے زمانے میں اس امر کا کوئی خیال بھی نہیں کرسکتا تھا

---

[1]:۔حجج الكرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ،
کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۴ روایت ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء۔

[2]:۔حجج الكرامة فی اثار القیامة صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ

کہ اسلامی احکام کو اس طرح کبھی پس پشت ڈالا جائے گا اور مسلمان حکومتیں اگر خواہش بھی رکھیں گی تو حدود اسلامیہ کو جاری نہیں کر سکیں گی۔

علاوہ ان علامات کے بتانے کے جو انسان کے مذہبی، اخلاقی، علمی، جسمانی، سیاسی، نسلی، تمدنی وغیرھا زندگی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں رسول کریم ﷺ نے مسیح موعودؑ کے زمانے کے متعلق بعض ایسی علامات بھی بیان فرمائی ہیں جو تغیرات مکانی سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً آپؐ نے اس وقت کی زمینی اور آسمانی حالتوں کو بھی بیان فرمایا ہے جن میں سے بعض میں اس جگہ بیان کرتا ہوں۔

زمینی تغیرات:۔زمین کی اندرونی حالت کے متعلق رسول کریم ﷺ سے حذیفہ ابن الیمانؓ نے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اشراط ساعت میں سے بہت سی علامات بیان فرما کر فرمایا کہ جب یہ علامات پوری ہو جائیں تو تم بعض بلاؤں کے منتظر رہو جن میں سے ایک آپ نے خسف بیان فرمائی۔ [1] اور خسف جیسا کہ علم طبیعات سے ثابت ہے زلزلے کے سبب سے ہوتا ہے پس خسف سے مراد جناب سرور کائنات کی زلازل سے ہے اور یہ زمین کے اندر کا تغیر بھی جس کے سبب سے کثرت سے زلزلے آویں پیدا ہو چکا ہے اور پچھلے بیس سال میں دنیا میں اس قدر زلزلے آئے ہیں کہ ان سے پہلے تین سو سال میں بھی اس قدر زلزلے نہیں آئے تھے اور اس قدر موتیں ان سالوں میں زلزلوں کے ذریعے سے ہوئی ہیں کہ پچھلی کئی صدیوں میں بھی اس قدر موتیں زلزلوں سے نہیں ہوئیں۔

فلکی علامات:۔علاوہ زمینی تغیرات کے رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کے زمانے کے بعض فلکی حالات بھی بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس وقت سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں خاص تاریخوں میں گرہن لگے گا اور اس علامت پر اس

---

[1]:۔حجج الکرامۃ فی اثار القیامۃ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ بھوپال ۱۲۰۹ھ

قدر رزور دیا گیا ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے یہ دونوں علامتیں کسی اور نبی کی تصدیق کے لئے ظاہر نہیں ہوئیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ [1] یعنی محمد بن علیؓ نے روایت کی ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں یہ نشان آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک کبھی ظاہر نہیں ہوئے ایک تو یہ کہ قمر (چاند) کو رمضان میں پہلی رات میں گرہن لگے گا اور دوسرا یہ کہ سورج کو اسی رمضان کی درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا اور یہ دونوں باتیں آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت سے نہیں ہوئیں۔ یہ نشان اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے ایک تو یہ کہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ سوائے مہدی کے کسی مدعی کے لئے یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ اس نشان پر کتب اہلسنت وشیعہ متفق ہیں کیونکہ دونوں کی کتب حدیث میں اس کا ذکر ہے پس اس میں شبہ تدلیس وغیرہ کا نہیں کیا جا سکتا، تیسری خصوصیت اس نشان میں یہ ہے کہ جو علامتیں اس میں بتائی گئیں ہیں پہلی کتب میں بھی انہی علامتوں کے ساتھ مسیح کی آمد ثانی کی خبر دی گئی ہے چنانچہ انجیل میں آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد کی نشانیوں میں سے ایک یہ علامت بھی بتائی ہے کہ اس وقت ”سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا“ [2] جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ سورج اور چاند کو اس کے زمانے میں گرہن لگے گا۔

---

[1]: سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف وھیئتھما حدیث نمبر ۱۷۷۷۔

[2]: متی باب ۲۴ آیت ۲۹ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء۔

گو میں ان پیشگوئیوں کو بیان کرر ہا ہوں جن کا احادیث میں ذکر آتا ہے مگر میں اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا غیر محل نہیں سمجھتا کہ قرآن کریم میں قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت سورج اور چاند گرہن کی بیان کی گئی ہے۔سورہ القیامہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ. فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَر ُ. وَخَسَفَ الْقَمَرُ .وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۔[1] (منکر) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ ہم اس کی علامتیں بتاتے ہیں وہ تب ہوں گی جب آنکھیں متحیر رہ جائیں گی ،یعنی ایسے حادثات ہوں گے کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیں گے اور چاند کو گرہن لگے گا اور پھر سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے یعنی اسی ماہ چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا چونکہ مسیح کی آمد بھی قیامت کے قریب زمانے میں بتائی گئی ہے اس لئے قرآن کریم سے بھی مذکورہ بالا حدیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

غرض جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے یہ پیشگوئی خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں یہ پیشگوئی بعینہٖ انہیں الفاظ میں پوری ہوگئی ہے جن الفاظ میں کہ احادیث میں اسے بیان کیا گیا تھا یعنی اس سن کے رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی یعنی تیرھویں تاریخ کو چاند گرہن لگا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی یعنی اٹھائیسویں تاریخ کو سورج کو گرہن لگا اور ایک ایسے آدمی کے زمانے میں لگا جو مہدویت کا دعویٰ کرر ہا تھا۔

پس ہر ایک مسلمان کہلانے والے کے لئے دو راستوں میں سے ایک کا اختیار کرنا فرض ہوگیا یا تو وہ اس کلام نبویؐ پر ایمان لاوے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ نشان کہ اس کے زمانے میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کی پہلی اور درمیانی تاریخوں میں گرہن لگے گا سوائے مہدی کے اور کسی کے لئے ظاہر نہیں کیا گیا اور جس

---

[1]۔القیامۃ:۷تا۱۰۔

کی تائید قرآن کریم اور پہلے انبیاء کی کتب سے بھی ہوتی ہے اور اس شخص کو قبول کرے جس کے دعوائے مہدویت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نشان ظاہر کیا، یا پھر خدا اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ دے کہ انہوں نے ایک ایسی علامت مہدی کی بتائی جو درحقیقت کوئی علامت ہی نہیں تھی اور جس سے کسی مدعی کے دعویٰ کی صداقت ثابت کرنا خلاف عقل ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ پیشگوئی میں چاند کو پہلی تاریخ اور سورج کو درمیانی تاریخ کو گرہن لگنے کی خبر دی گئی ہے لیکن جس گرہن کا تم ذکر کرتے ہو وہ تیرھویں اور اٹھائیسویں تاریخ کو ہوا ہے لیکن یہ اعتراض ایک ذرا سے تدبّر سے نہایت غلط اور الفاظ حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس امر کو نہیں دیکھتے کہ چاند اور سورج کو خاص تاریخوں میں گرہن لگا کرتا ہے اور اس قاعدے میں فرق نہیں پڑ سکتا جب تک کائنات عالم کو تہ و بالا نہ کر دیا جائے پس اگر وہ معنے درست ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں تو یہ نشان قیامت کی علامت تو ہو سکتا ہے مگر قرب قیامت اور زمانہ مہدی کی علامت نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں یہ لوگ پہلی اور درمیانی کے الفاظ کو تو دیکھتے ہیں لیکن قمر کے لفظ کو نہیں دیکھتے پہلی تاریخ کا چاند عربی زبان میں ھلال کہلاتا ہے، قمر تو چوتھی تاریخ سے اس کا نام ہوتا ہے۔ لغت میں لکھا ہے۔ وَهُوَ قَمَرٌ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلیٰ اٰخِرِ الشَّهْرِ وَاَمَّا قَبْلَ ذَالِكَ فَهُوَ هِلَالٌ۔ [1] یعنی چاند تین راتوں کے بعد قمر بنتا ہے اور مہینے کے آخر تک قمر رہتا ہے مگر پہلی تین راتوں میں وہ ھلال ہوتا ہے۔ پس باوجود حدیث میں قمر کا لفظ استعمال ہونے کے اور باوجود اس قانون قدرت کے کہ چاند کو تیرہ، چودہ، پندرہ کو گرہن لگتا ہے نہ کہ پہلی تاریخ کو پہلی تاریخ سے مہینے کی پہلی

---

[1]: اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۷ زیر لفظ ''قمر'' مطبوعہ ایران ۱۴۰۳ھ۔

تاریخ مراد اور چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ مراد نہ لینا بالکل خلاف عقل وخلاف انصاف ہے اور اس کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا کلام جھوٹا ہو اور آسمان سے آنے والے پر لوگ ایمان نہ لے آئیں۔

یہ وہ علامات ہیں جو رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کے متعلق بیان فرمائی ہیں اور گو ان میں سے بعض ایک ایک بھی مسیح موعود کے زمانے کی ہے اور اس کے لئے نشان ہے لیکن در حقیقت رسول کریم ﷺ کا ان علامات کے بیان کرنے سے مسیح موعود کے زمانے کے حالات کو مجموعی طور پر لوگوں کے سامنے اس صورت میں لانا تھا کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون پہلے زمانوں میں بھی پڑتی رہی ہے،اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ زلزلے پہلے بھی آتے رہے ہیں،اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جوئے کی زیادت پہلے بھی ہوتی رہی ہے،اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اخلاق لوگوں کے پہلے بھی بگڑتے رہے ہیں،مسیحیوں کو بھی ایک زمانے میں ایک معتد بہ حصہ عالم پر اقتدار حاصل رہ چکا ہے مگر سوال یہ ہے کہ یہ سب حالات جو مسیح موعود کے زمانے کے رسول کریم ﷺ نے بتائے ہیں کبھی کسی وقت دنیا میں جمع بھی ہوئے ہیں یا ان کا کسی اور زمانے میں جمع ہونا ممکن بھی ہے؟اس سوال کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں۔اگر ایک شخص کو جسے اس زمانے کی حالت معلوم نہ ہو پہلے اخبار رسول کریم ﷺ سے واقف کیا جائے پھر اسے دنیا کی تاریخ کی کتب دے دی جاویں کہ ان کو پڑھ کر بتاؤ کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا کون سا زمانہ ہے تو آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع کر کے اس زمانے کے شروع ہونے تک کسی ایک زمانے کو بھی مسیح موعود کا زمانہ قرار نہیں دے گا لیکن جونہی وہ اس زمانے کے حالات کو پڑھے گا بے اختیار بول اٹھے گا کہ اگر محمد رسول

اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا تھا سچ ہے تو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا یہی زمانہ ہے کیونکہ وہ ایک طرف دین سے بے توجہی کو دیکھے گا دوسری طرف علوم دنیاوی کی ترقی کو دیکھے گا، مسلمانوں کی حکومت کو بعد اقتدار کے ضعیف پائے گا، مسیحیت کو تنزل کے بعد ترقی کی طرف قدم مارتا ہوا دیکھے گا، مسیحیت کے ماننے والوں کو ساری دنیا پر قابض مگر اس کے مخالفوں کو غریب پائے گا، باوجود طبّ اور سائنس کی ترقی کے طاعون اور انفلوئنزا کی اجاڑ دینے والی تباہی کا نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے آئے گا بیماریوں کو اس زمانے میں کیڑوں کی طرف منسوب کئے جانے کا حال اسے معلوم ہوگا، رسوم اور بدعات میں لوگوں کو مبتلاء پائے گا، ریل اور دخانی جہازوں کی خبر پڑھے گا، بنکوں کی گرم بازاری کا نقشہ دیکھے گا، زلزلوں کی کثرت معلوم کرے گا، یاجوج اور ماجوج کی حکومت کا دور دورہ پائے گا، آسمان پر چاند اور سورج گرہن اس کی آنکھوں کو کھولے گا ، زمین پر دولت کی کثرت، مزدوروں کی یہ ترقی اس کی توجہ کو اپنی طرف پھیریں گی، غرض ایک ایک صفحہ اس زمانے کی تاریخ کا اور اس صدی کے واقعات کا اس کو اس امر کی طرف توجہ دلائے گا کہ یہی زمانہ مسیح موعود کا ہے وہ ایک ایک چیز پر نظر نہیں ڈالے گا بلکہ مجموعی طور پر سب نشانات پر غور کرے گا تو اس کے ہاتھ کانپ جائیں گے اور اس کا دل دھڑکنے لگے گا اور وہ بے اختیار کتاب کو بند کر دے گا اور بول اٹھے گا کہ میرا کام ختم ہوگیا، آگے پڑھنا فضول ہے مسیح موعود یا تو اسی زمانے میں ☆ نازل ہوا ہے یا پھر وہ کبھی نازل نہیں ہوگا۔

☆ میں اس جگہ ایک اعتراض کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جسے مخالف اپنے زعم میں ایک زبردست اعتراض سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کی آمد سے پہلے دجال کی آمد کی خبر دی گئی ہے وہ چونکہ اب تک نہیں آیا۔ اس لئے مسیح موعود نہیں آسکتا۔
اگر دجال کی خبر ایک پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ اعتراض کچھ حقیقت بھی رکھتا

بقیہ حاشیہ

لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ دجال کی آمد بطور پیشگوئی ہے اور پیشگوئیاں تعبیر طلب ہوتی ہیں اس اعتراض کی کچھ بھی حقیقت باقی نہیں رہتی ۔ایک مسلمان قرآن کریم میں **وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۔** [۱] پڑھتے ہوئے اور **اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ ۔** [۲] کی تلاوت کرتے ہوئے پھر ایک غیر معمولی قسم کے دجال کی تلاش میں لگا رہے تو اس پر ضرور افسوس ہے۔

افسوس ہے کہ دجال کی پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے دوسری احادیث اور سنت اللہ پر بالکل غور نہیں کیا گیا جبکہ یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی آمد سے پہلے دجال کا خروج ہوگا اور یہ بھی کہ اس وقت مسیحیت کا بھی سخت زور ہوگا تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ دجال سے مراد مسیحیت ہی ہے چونکہ ایک ہی وقت میں دجال اور مسیحیت کس طرح دنیا پر غالب آسکتے ہیں دونوں کا ایک ہی وقت دنیا پر غلبہ بتاتا ہے کہ درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

ایک اور بات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور مسیحی فتنہ ایک ہی شئے ہے اور وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے دجال کے فتنے سے بچنے کا علاج فواتح سورہ کہف پڑھنا بتایا ہے اور سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات میں مسیحیت کا رد ہے چنانچہ فرماتا ہے **وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا** ۔[۳] یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو ڈرایا جائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنالیا۔ پس ثابت ہوا کہ دجال کا فتنہ اور مسیحی فتنہ ایک ہی شئے ہے کیونکہ علاج بیماری کے مطابق ہوتا ہے اگر دجالی فتنہ مسیحی فتنے سے علیحدہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ رسول کریم ﷺ جیسا حکیم انسان اس سے بچنے کے لئے ان آیات کا حکم دیتا جن میں

۱: ۔یوسف:۵۔ ۲: ۔الصّٰفّٰت:۱۰۳۔ ۳: ۔الکھف:۵

بقیہ حاشیہ

دجال کا ذکر تک نہیں ہاں مسیحیت کا رد بیان کیا گیا ہے آپکا ان آیات کو دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے تلاوت کرنے کا ارشاد فرمانا بتاتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک دجال سے مراد مسیحیت کی اشاعت کرنے والے لوگ تھے۔

درحقیقت دجال کے پہچاننے میں لوگوں کو سب سے بڑی ٹھوکر یہ لگی ہے کہ وہ اسے ایک آدمی سمجھتے رہے ہیں حالانکہ وہ ایک آدمی نہیں ہے کتب لغت میں دجال کے معنے یہ لکھے ہیں۔ اَوْمِنَ الدَّجَّالِ بِالتَّشْدِیْدِ لِلرِّفْقَةِ الْعَظِیْمَةِ تُغَطِّی الْاَرْضَ بِکَثْرَةِ اَھْلِھَا وَقِیْلَ ھِیَ الرِّفْقَةُ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ۔[1] اَلدَّجَّالُ الرِّفْقَةُ الْعَظِیْمَةُ ۔[2] یعنی دجال ایک بڑی جماعت کو کہتے ہیں جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈھانک دے اور بعض لوگ اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ یہ ایسی جماعت کا نام ہے جو اسباب تجارت دنیا میں لئے پھرے اور یہ تعریف مسیحیت کے منادوں پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے وہ اپنی مذہبی کتب کی تجارت کے علاوہ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے ہر قسم کے اسباب اور سامان جو لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوں ساتھ رکھتے ہیں اور کئی قسم کی تجارتیں مشن کے کام کے ساتھ ساتھ کیا کرتے ہیں اور اس طرح دجال کے معنے لکھے ہیں اَلْـمُمَوِّہُ۔[3] یعنی ملمع ساز اور مسیحی پادریوں سے زیادہ کون ملمع ساز ہوگا جو ایک انسان کو ایسی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کی نظروں میں خدا نظر آنے لگتا ہے باقی رہیں یہ باتیں کی دجال کانا ہوگا اور اس کا ایک گدھا ہوگا جو بڑا قد آور ہوگا اور اس کے آگے پیچھے دھوئیں کا بادل چلے گا سو یہ سب

---

[1]:۔ تاج العروس جلد ۷ صفحہ ۳۱۸ زیر لفظ ''دجل''

[2]:۔ اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ زیر لفظ ''دجل'' مطبوعہ ایران ۱۴۰۳ھ۔

[3]:۔ لسان العرب جلد ۴ صفحہ ۲۹۴ زیر لفظ ''دجل'' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

بقیہ حاشیہ

باتیں تعبیر طلب ہیں۔ دجال کے کانے ہونے سے مراد اس کی روحانی کمزوری ہے کیونکہ دائیں طرف ہمیشہ رویاء میں دین اور یمن پر دلالت کرتی ہے۔ پس دجال کی دائیں آنکھ سے کانے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روحانیت سے بالکل کورا ہوگا اور اس کے گدھے سے مراد یہ ریل ہے جو مسیحی ممالک میں ایجاد ہوئی اس کی رفتار بھی گدھے کے مشابہ ہے اور یہ آگ اور پانی سے چلتی ہے اور اس کے آگے اور پیچھے دھوئیں کے بادل ہوتے ہیں اور مسیحی پادری اس سے فائدہ اٹھا کر ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تو تاویلیں ہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ کی شہادت سے ثابت ہے کہ دجال کے متعلق جو اخبار ہیں وہ تاویل طلب ہیں۔ چنانچہ حدیث[1] میں آتا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ ابن صیاد کے دیکھنے کے لئے گئے جس کے متعلق عجیب خبریں مشہور تھیں اس سے جو باتیں آپ نے کیں ان سے معلوم ہوا کہ اس کو کچھ کچھ شیطانی القاء ہوتے ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی اور قسم کھا کر کہا کہ یہی دجال ہے اور اسے قتل کرنا چاہا مگر رسول کریم ﷺ نے انہیں منع کیا اور فرمایا کہ اگر یہ دجال نہیں تو اس کا مارنا درست نہیں اور اگر یہ دجال ہے تو اس کا مارنا مسیح کے لئے مقدر ہے تو اسے مار نہیں سکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے متعلق جس قدر اخبار ہیں وہ تعبیر طلب ہیں کیونکہ جب حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو دجال قرار دیا تو رسول کریم ﷺ نے ان کو منع نہیں کیا حالانکہ آپؐ نے خود دجال کی علامتیں بتائی تھیں کہ اس کے

---

[1]: مشکوٰۃ باب قصة ابن صیاد الفصل الاول صفحہ ۴۷۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۳۶۸ھ، ترمذی ابواب الفتن باب لاتاتی مائة سنةٍ۔۔۔

بقیہ حاشیہ

ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہوگا۔ ۱؎ اور یہ کہ وہ کانا ہوگا۔ ۲؎ اور یہ کہ وہ مدینہ میں نہیں آسکے گا۔ ۳؎ یہ تینوں باتیں ابن صیاد میں نہیں پائی جاتیں، وہ کانا نہ تھا، اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہو دوسرے مومنوں کو تو الگ رہا خود رسول کریم ﷺ کو بھی نظر نہیں آیا اور وہ مدینے میں موجود تھا اگر دجال کی نسبت جس قدر اخبار تھیں وہ اپنی ظاہری شکل میں پوری ہونے والی تھیں تو کیوں رسول کریم ﷺ نے ابن صیاد کے معاملے میں تردّد ظاہر کیا اور نہیں بتایا کہ تو نے سنا نہیں میں کہہ چکا ہوں کہ دجال کانا ہوگا، اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا، وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیا آپؐ کا حضرت عمرؓ کے قول کو ردّ نہ کرنا، بلکہ تردّد کا اظہار کرنا بتاتا نہیں کہ رسول کریم ﷺ اس امر کو جائز سمجھتے تھے کہ دجال کے متعلق جو باتیں بتائی گئیں ہیں وہ اصل الفاظ میں پوری نہ ہوں بلکہ کسی اور رنگ میں پوری ہو جائیں اور اگر رسول کریم ﷺ دجال کے متعلق اخبار کو تعبیر طلب قرار دیتے تھے تو کسی اور کا کیا حق ہے کہ وہ واقعات سے منہ موڑ کر الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ جائے اور ان معنوں اور مطلب پر غور نہ کرے۔ منہ

(دعوت الامیر انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۳۹۰ تا ۴۲۴)

۱۔۲؎:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی قتل عیسیٰ ابن مریم الدجال۔

۳؎:۔ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی ان الدجال لایدخل المدینۃ۔

Haḍrat Masih Moo'ūd Wa Mahdi Ma'hūd Ki Sadāqat Ki Aik 'Azimush-shan Dalil

Shahādat

Haḍrat Sayyed-ul-Ambiya(S.A.W)

(A great proof of the truth of Haḍrat Masih Moo'ūd and Mahdi Ma'hūd A testimony of the Holy Prophet(P.B.U.H)

Language:-Urdū

Excerpts from Da'watul - Amir, a book by Haḍrat Mirza Bashir-ud-din Maḥmūd Aḥmad Khalifatul-Masih II. Orignillay addressed to the Amir of Kabul in the form of a letter

These excerpts prove conclusively that all the signs of the advent of the Imam Mahdi which was foretold by Haḍrat Muhammad (P.B.U.H)have fulfilled.